رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۸۳

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

نمبر ۱۱ رسالہ جلد ۶

تشحیذ الاذہان

بابت ماہ نومبر ۱۹۱۱ء

ایڈیٹر۔ صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب

فہرست مضامین

مینیجر رسالہ نے اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں چھپوا کر قادیان سے شائع کیا

قیمت سالانہ

انسان کی سرگذشت

(جناب برادر کبیر لکھنؤ حسام اکبرآبادی کی زبانی)

بتلاؤں کیا تھا عالمِ اوّل میں کیا ہوں میں
دکھلائی مجھہ میں دیتے ہیں انوارِ ایزدی
نغمہ سرائیوں سے مری اہلِ دل ہیں خوش
دور از وطن غریب ہوں لیکن ہوں معنی خیز
میں سرگذشت اپنی سناؤں جو تم سنو!
اک روز اک روش پہ نظر سایہ سا پڑا
پھر مجھہ سے اکدرخت کیجانب اٹھاکے ہاتھ
نعمت ہے اسجگہ کی یہی اسکو کھاکے دیکھ
میں نے کہا کہ خالقِ اکبر نے ایک بار
اُسنے کہا کہ دیکھئے پچھتایئے گا پھر
القصہ میں نے اور شریکِ حیات نے
آفات اور مصائب و آوارگی کیساتھ
ہم دونوں پھر تو عالمِ اسفل کی سمت کو
مطلب تھا اس سے عالمِ ایجادِ خلق ہو
انبارِ دیں نے پیٹھ کو میری جھکا دیا
اے زورقِ حیات تلاطم سے کیا خطر
شیطاں سے جنگ گرنہیں جان تک لڑاؤنگا
ہے سب طفیل احمدؐ مرسل کا ای حسام

روحانیت کے ذرّوں میں اکثر رہا ہوں میں
آئینہ منیر ہوں قدرت نما ہوں میں
مرغِ درختِ باغِ حیات وقضا ہوں میں
بوقِ رحیل ہوں کبھی بانگِ دری ہوں میں
جنّت میں مدّتوں ہی مزے سے رہا ہوں میں
کہنے لگا کہ کون ہوں پہچانا کیا ہوں میں
بولا کہ اسکے وصف کو بتلا رہا ہوں میں
مت کر خیال اس کا کہ بہکا رہا ہوں میں
منع کیا ہے مجھکو۔ نہیں بے وفا ہوں میں
کچھہ ذائقہ تو لیجے سمجھا رہا ہوں میں
چکھا جو اسکو آجتک دیکھتا ہوں میں
رنج وغم والم میں بہت مبتلا ہوں میں
پھینکے گئے عتاب ہُوا بے وفا ہوں میں
اور اس جہاں میں رہبرِ راہِ خدا ہوں میں
جویائے نقشِ الفتِ خیرالوریٰ ہوں میں
مدت ہوئی ہے معتقدِ میرزا ہوں میں
"یہ عہد ذاتِ باری سے اب کرچکا ہوں میں"
فضلِ خدا اسوہر میں اب باخدا ہوں میں

لہ قال ما نہکما ربکما عن ہذہ الشجرۃ الا ان تکونا ملکین الجزو ۸ ع پیدایش باب ۳ آیت ۴-۵ ٭ و قاسمہما انی لکما لمن الناصحین الجزو ۸ نصف آخر ٭ فلما ذاقا الشجرۃ الجزو ۸ دوسرے نصف کا شروع بدت لہما سوآتہما وطفقا یخصفن علیہما من ورق الجنۃ الجزو ۸ ع پیدایش باب ۳ آیت ۱۵ ٭ قال اہبطوا بعضکم لبعض عدو

؏ وگر استاد را نامے ندانم + کہ خواندم در دبستانِ محمدؐ ٭ و اما کم منکم ٭ ہو الذی بعث فی الامیین رسولاً منہم یتلوا علیہم آیاتہ +

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

رسالہ

تشحیذ الاذہان

بابت ماہ نومبر ۱۹۱۱ء

مسیح موعودؑ کے بعد ہمارا فرض

یوں تو اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو پیدا کر کے اسکو ایک کام میں لگا دیا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ خلق فسوّٰی والّذی قدّر فھدٰی۔ مگر انسان جو عالم صغیر یعنی اپنے اندر تمام مخلوقات عالم کا نمونہ رکھتا ہے۔ اسے خصوصیّت سے ایک ذمّہ وار ہستی ٹھہرایا ہے۔ اس پر وہ بارِ امانت لادا ہے جس کے اٹھانے سے زمین و آسمان انکاری ہوئے۔ چنانچہ اس کی وجہ بھی فرمادی۔ کہ انہ کان ظلوماً جہولاً۔ یعنی وہ خدا کے لیئے خدا کی راہ میں اپنی جان پر ظلم کر سکتا ہے۔ اور اس کی محبت میں غیر کو تو درکنار۔ اپنے تئیں بھی بھلا سکتا ہے۔ پھر اپنے خاص فضل و کرم سے ذمّہ واری کی راہیں سجھانے کے لیئے ایسے مبارک وجود ان میں مبعوث کرتا رہتا ہے۔ جو مخلوق الٰہی کی ہمدردی میں اپنے آپ کو فنا کر دیتے ہیں

اور جان و مال خرچ کر کے بہت سی مشکلات کا مقابلہ کرتے ہوئے اس شاہراہ کو تیار کرتے ہیں جس پر چل کر انسان منزل مقصود کو پہنچ سکیں۔ ان رہبروں میں سے سب سے بڑا رہبر وہ تھا جس کا نام ہے سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اسنے ہمارے لئے وہ وہ مصیبتیں جھیلیں وہ وہ سختیاں اٹھائیں کہ ایسے محسن پر ہر وقت درود پڑھنے کو جی چاہتا ہے۔ اللّٰھم صلی علے محمد و علیٰ آل محمد۔ پھر یہیں تک بس نہیں۔ بلکہ اپنے وصال کے بعد بھی اسکی روح میں ہماری بہتری ہماری بہبودی کا خیال جوش مار رہا ہے۔ چنانچہ اس کا تازہ ثبوت یہ ہے۔ کہ جب ہم چاروں طرف سے دشمنوں کے نرغے میں آگئے۔ اور ظلمت و تاریکی ہم پر چھا گئی۔ اسپر مستزاد یہ کہ آپس میں نااتفاقی کیوجہ سے لڑائیاں شروع ہو گئیں۔ رستہ چلنا دشوار ہو گیا۔ اور جان کے لالے پڑ گئے۔ تو اس ظلمت میں اسکی روحانیت سیدنا مرزا غلام احمد کی شکل میں چودہویں کا چاند بن کر ظاہر ہوئی۔ اس نے ہمارے دشمنوں کے سرغنوں کو ایک ایک کر کے مارا انکا زور کم کیا۔ اور باہم صلح کروائی۔ اور مفسدین سے قطع تعلق کا حکم دیا۔ اور ایک مدت تک ہم میں رہکر اللہ کی درگاہ میں واپس گیا۔ اب اسکی وفات کے بعد ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم اس بات پر غور کریں۔ کہ بحیثیت آپ کے متبعین ہونیکے ہمیں کیا کیا کرنا اور آپ کے مقاصد پورا کرنے کیلئے کن کن تجاویز پر عمل پیرا ہونا چاہیئے سو ان کیلئے ہمیں زیادہ غور کرنے کی ضرورت نہیں۔ آج سے تیرہ سو سال پہلے خود اللہ تعالیٰ ہی نے اسے بیان کر دیا۔ ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظہرہٗ علی الدین کلہٖ کہ ہم ہدایت اور دین حق پیش کریں۔ اور تمام مذاہب عالم پر اس کو غالب ثابت کر دیں۔ دوسرے الفاظ میں یوں کہہ سکتے ہیں۔ کہ "تکمیل اشاعت ہدایت و دین الحق"۔ واقعہ میں یہ فرض بہت بھاری ہے۔ اور تمام انبیاء کا مجموعی طور پر یہی فرض تھا۔ جواب ہم کو ادا کرنا ہے۔ لیکن اگر ہم اخلاص و صواب کے ساتھ اٹھینگے۔ تو خدا اپنے وعدے کے مطابق روح القدس کو ہماری تائید میں نازل کریگا اور سب مشکلیں ہمارے لیئے آسان کیجائینگی۔ اور تمام روکیں ہماری راہ سے ہٹا دیجائینگی

کامیابی ہمارے استقبال کو آئیگی۔ اور فوز و فلاح ہمارے باڈی گارڈ ہو نگے۔ لیکن اب سوال یہ ہے۔ کہ اس فرض کے ادا کرنیکے لئے کیا طریق ہے۔ سو اسکا جواب میں تو یہی دونگا۔ کہ صدائے اذان جو اسلامی تبلیغ کا سب سے بڑا آلہ ہے۔ وہی اس قفل کی کلید ہے۔ اس میں ہمیں بتلایا گیا ہے۔ کہ ہم کونسی روش اختیار کریں اور سب سے پہلے مخلوق الٰہی کو کیا پہنچائیں۔ اور کس طریق سے پہنچائیں۔ اصل الاصول تمام نیکیوں کا یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت اللہ تعالیٰ کا جلال اللہ تعالیٰ کی بزرگی عامۃ الناس کے دلوں پر خوب مستولی ہو جائے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ قرآن مجید میں احکام کے لئے تو صرف ڈیڑھ سو آیت ہے۔ مگر عظمت و جلال الٰہی کا ذکر ہر پارے ہر سورۃ ہر رکوع بلکہ ہر آیت میں ہے۔ کیونکہ جب تک دلوں میں خدا کی عظمت ایسے طور پر جاگزین نہ ہو کہ اس کے مقابل کوئی وسوسہ خیال کوئی کشش کوئی محبت کوئی شوق نہ ٹھہر سکے۔ تب تک یہ محال ہے۔ کہ آدمی اللہ کا ہو جائے۔ اور ہر حالت میں اسی کا سچا فرمانبردار ہو۔ یہی وجہ ہے۔ کہ نبی کریم صلعم جب مامور بالتبلیغ ہوئے۔ تو سب سے پہلا حکم جو حضرت کو ہوا۔ وہ یہی تھا قم فانذر۔ وربک فکبر۔ وثیابک فطہر۔ والرجز فاہجر۔ ولا تمنن تستکثر۔ ولربک فاصبر۔ کمربستہ ہو ہوشیار ہو جا لوگوں کو ڈرا۔ اپنے رب کی بڑائی بیان کر۔ اور اپنے کپڑے پاک رکھ یعنی اپنی عملی حالت کو اپنے اخلاق کو بالکل پاکیزہ رکھ۔ تمام قسم کے گندے عقیدوں گندے اعمال بلکہ گندے لوگوں کی صحبت سے الگ ہو جا۔ اور اپنی اس محنت کا احسان نہ جتا بلکہ ان اجری الا علی اللہ کہتا رہ۔ اور اپنے مولیٰ کی عظمت بیان کرنے میں کمزوری نہ دکھا۔ بلکہ روز بروز ترقی کر۔ اور ان باتوں پر جما رہ۔ ہزاروں زلزلے آئیں مشکلات کا سامنا ہو۔ لوگ مقابلہ کریں۔ مگر تو اس طوفان بے تمیزی میں چٹان کی طرح ایک مرکز پر قائم رہ ۔

یہ طریق تبلیغ ہے۔ جو خدا نے اپنے پیارے نبی کو سکھایا۔ جس کی اتباع کا ہمکو

حکم دیا گیا ہے۔ اذان میں اللہ اکبر چار دفعہ آیا ہے۔ گویا ہمیں یہ تعلیم دی گئی ہے۔ کہ ہم اللہ تعالیٰ کو ذات میں صفات (اسماء) میں افعال میں عبادات میں ایک لیس کمثلہ شیئٌ ہستی بتائیں۔ اور اسکی تکبیر ہمارا فرض ہو۔ پھر اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے۔ کہ چونکہ ہم اس قدوس کے داعی بنتے ہیں۔ اسلیئے اپنے تئیں پاک بنالیں۔ کوئی گندہ عقیدہ ہمارا نہ ہو۔ کوئی گندہ عمل ہم سے صادر نہ ہو۔ کسی گندے کے ساتھ ہمارا تعلق نہ ہو۔ جو کچھ کریں۔ اللہ کے لیئے اس کام میں کسی قسم کی کمزوری یا سستی نہ دکھائیں۔ بلکہ ہمارا قدم آگے ہی آگے ہو۔ اور اپنے مرکز سے ہٹیں نہیں۔ اللہ کی بزرگی کے خلاف جسقدر عقائد ہیں۔ ان سے صرف خود ہی الگ نہ ہوں۔ بلکہ ایک دنیا کو ہٹادیں۔ ہم یقین کریں کہ اللہ ہی وہ ذات ہے۔ جو ازلی ابدی کہلانیکی سزاوار ہے۔ پس آریوں کے اس گندے عقیدے کی حتی المقدور تردید کریں۔ کہ وہ روح مادہ فضا زمانہ کو ازلی کہکر خدا کی صفات میں اسکو شریک کرتے ہیں عیسایئوں کو سمجھائیں کہ خدا تعالیٰ یگانہ ہے۔ واحد ہے۔ بے ہمتا ہے۔ اسکے ساتھ کوئی ایسا اقنوم نہیں جس کے بغیر اسکی ذات کمل نہ ہوسکتی ہو وہ رحم بلا مبادلہ کرسکتا ہے، وہ ظالم نہیں۔ کہ جب تک ایک بیگناہ کو صلیب نہ دے لے خلقت کے گناہ نہ بخش سکے۔ وہ عاجز اور کمزور انسان سے بھی گیا گذرا نہیں۔ کہ اپنے قصور واروں کے گناہ بخشنے پر قادر نہ ہو۔ وہ قادر مطلق مقتدر و توانا خدا ہے۔ وہ نیستی سے ہستی کرنے پر قادر ہے۔ جیسے بغیر آنکھ کے دیکھتا۔ بغیر کانوں کے سنتا بغیر زبان کے بولتا بغیر ہاتھوں کے کام کرتا ہے۔ ویسا ہی بغیر مادہ کے وہ ہر چیز پیدا کرتا ہے۔ وہ زندہ اور زندگی بخش ہے۔ اور کوئی اپنی فطرت کے خلاف زندہ رہنے والا نہیں۔ یہ جھوٹ ہے۔ کہ مسیح ابتک زندہ ہے۔ وہ مرچکا ہے اور کشمیر سرینگر محلہ خان یار میں مدت ہوئی مدفون ہے۔ کیونکہ اس سے افضل و اکمل مبارک وجود خاتم النبیین بھی فوت ہوچکا۔ خدا ایسے ہزاروں مسیح پیدا کرنے پر قادر ہے۔ وہ کوئی عاجز نہیں۔ کہ آخری زمانے کی ہدایت کیلئے

اسی مسیح کو محفوظ رکھ چھوڑتا۔ جو اپنے زمانے میں اپنی نبوّت چند مچھیروں کے سوا کسی کو منوا نہ سکا۔

اس نے جس طرح جسمانی ترقیات کے لئے سامان مہیّا کئے ہیں۔ اور ہر موسم پر برسنے والا بادل بھیجکر مردہ شہر زندہ کرتا ہے۔ اسی طرح اس نے روحانی ترقیات کے لئے ہر قسم کے اسباب رکھے ہیں۔ وہ جیسے تاریک رات کے بعد روشن دن چڑھاتا ہے اسی طرح جب دنیا میں تاریکی پھیلتی ہے۔ اور اس کا چہرہ مخلوق کی نظروں سے پردہ میں آجاتا ہے۔ تو ایک آفتاب چڑھاتا ہے۔ جس سے سب نشیب وفراز نظر آنے لگتا ہے جب لوگوں کے دل مرجاتے ہیں۔ تو وہ ابر کرم کا ایک چھینٹا ڈال دیتا ہے۔ ایک مسیحا مبعوث کرلیتا ہے۔ جو از سر نوجان ڈالتا ہے۔ اور پھر توحید کی دنیا آباد نظر آنے لگتی ہے وہ کلام کرنیوالا خدا ہے۔ گونگا نہیں۔ وہ ہر زمانے میں اپنے پیاروں کے ساتھ کلام کرتا ہے وہ پیارے برہموؤں کے عقیدے کے مطابق دروغ مصلحت آمیز سے کام نہیں لیتے بلکہ جو کچھ کہتے ہیں۔ خدا کی طرف سے کہتے ہیں۔ اور حق کہتے ہیں۔ جس طرح آسمان سے جب تک پانی نہ برسے۔ چشموں کا پانی کافی نہیں۔ اور اگر ہو بھی تو گندہ ہوجاتا ہے اسی طرح عقل انسانی کافی نہیں۔ جب تک آسمانی وحی کا پانی نہ برسے۔ جس طرح ہماری ظاہری آنکھ بیکار ہے۔ جب تک کہ آفتاب کی روشنی نہ ہو۔ اسی طرح عقل کی آنکھ تجربہ کی آنکھ نکمّی ہے۔ جب تک آسمان سے روشنی نہ پہنچے۔ غرض خدا کی عظمت خدا کے جلال کی راہ میں جو جو روکیں پیش آئیں یا دکھائی دیں۔ سب کو دور کرے۔ کوئی ایسا عقیدہ جو خدا کی عظمت خدا کے جلال خدا کی کبریائی کے خلاف ہو۔ اسکو دنیا سے مٹانے کی کوشش کی جائے۔ اور پھر اپنی عملی زندگی سے ثبوت دیں۔ اور تمام جہان کے سامنے یہ شہادت پیش کریں۔ کہ ہمارا کوئی معبود کوئی مطلوب کوئی محبوب نہیں۔ مگر ایک ہی ذات والاصفات جس کا نام ہے اللہ۔ یہی معنی ہیں۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ کے یہ گواہی ایسی پُرزور ہو۔

کہ ایک عالم کے سر ہماری چوکھٹ پر جھکجائیں۔ اور وہ زبان سے اقرار کریں۔ کہ واقع میں ان لوگوں کی رفتار۔ گفتار کردار سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ یہ خدا ہی کو اپنا محبوب۔ خدا ہی کو اپنا معبود خدا ہی کو اپنا مطلوب سمجھتے ہیں۔ ہم دنیا کے کام کریں۔ اور بیشک بڑے جوش سے کریں۔ مگر ان میں بھی ہمارا مقصود اللہ ہی ہو۔ پھر ہمارے وہ کام الٰہی گورنمنٹ کی ماتحت ہوں یعنی ان پر محمد رسول اللہ کی مُہر لگی ہوئی ہو کیونکہ وہ خاتم النبیّین ہے جیسے دنیا کی کوئی چیز پسندیدہ نہیں ہوتی۔ جب تک اس پر کسی خاص کارخانہ کی مہر لگی ہوئی نہ ہو۔ اسی طرح کوئی کام مقبول اور پسندیدہ نہیں۔ جب تک اس پر محمدی مہر نہ ہو۔ ہم اس حقیقت کو لوگوں پر واضح کردیں۔ اور سارے جہان کو یہ پیغام سنادیں۔ کہ تمہارا کوئی عمل مقبول نہیں۔ جب تک محمدی اجازت اسکے ساتھ نہیں۔ تم کبھی حصار عافیت میں داخل نہیں ہوسکتے۔ تم کبھی دارالسلام میں ٹھہرنے کی مجاز نہیں۔ جب تک محمدی راہداری محمدی پروانگی تمہارے ہاتھ میں نہ ہو۔ محمدی رنگ میں رنگین نہ ہو۔ محمدی لباس محمدی شعار محمدی وضع تم اختیار نہ کرلو۔ ہمارا فرض ہے۔ کہ ڈنکے کی چوٹیں دنیا کو سنادیں۔ کہ وہ خدا کی بادشاہت (جس کے لئے مسیح دعا کرتا رہا۔ پھر اپنی امت کو سکھا گیا۔ کہ وہ گرجا میں رو رو کر کہیں **تیری بادشاہت زمین پر آوے**) زمین پر آچکی۔ اس کے احکام نافذ ہو رہے ہیں۔ مبارک وے جو اس کی رعایا بنیں۔ محمدی نبوت محمدی بادشاہت کا ثبوت دینے کے لیئے لمبے چوڑے دلایل دینے کی ضرورت نہیں۔ ہمارے لیۓ یہ مشکل نہایت آسان کردی گئی ہے۔ کیونکہ اسی کے فیض سے مستفیض ایک نبی ہم میں آیا۔ جس نے اسکی غلامی سے یہ درجہ پایا۔ اسکے وجود سے جب ایسے بےنظیر افعال صادر ہوئے جو اور انسانوں سے صادر نہیں ہوسکتے۔ تو ہمیں یقین آگیا۔ کہ ایک لیس کمثلہ شیء ہستی ہے۔ اور جب اس نے قبل از وقت غیب کی خبریں سنائیں۔ جن تک قیاس انسانی نہیں پہنچ سکتا۔ تو یقین آگیا۔ کہ وہ عالم الغیب ہے۔ اور جب ہم نے دیکھا

کہ ایک شخص گمنامی کی حالت میں خدا سے خبر پا کر کہتا ہے۔ ایک وقت آتا ہے۔ کہ دور دراز سے لوگ تیرے پاس آئیں گے۔ تحفے تحایف لائینگے۔ تجھے اسلام کی ایک بڑی جماعت دی جائیگی۔ پھر باوجود اس قدر سخت مخالفت کےؐ جو نہ صرف بیگانوں سے ہوئی بلکہ اپنوں سے بھی ہوئی۔ جس کا مقابلہ کسی انسان کی قدرت میں نہیں۔ اُن سب باتوں کا پورا ہو جانا اس بات پر گواہ ٹھہرا۔ کہ واقع میں خدا نہ صرف غیبوں کا جاننے والا ہے۔ بلکہ مدبر متصرف بالارادہ یفعل مایشاء ویحکم مایرید ہے۔ ایسے محجوب عن اللہ لوگ پیدا ہو گئے تھے۔ جو باوجود ہر روز محسوس کرنیکے کہ بیٹھے بیٹھے انسانی قلب میں باہر سے نیکی کی ایک تحریک پیدا ہوتی ہے۔ اور ضرور اس تحریک کا کوئی محرک بھی ہونا چاہیئے۔ کیونکہ سبب بغیر مسبب کے نہیں۔ فرشتوں کے وجود کے منکر تھے۔ مگر اس نبی کے وجود سے فرشتوں کی ہستی کا ثبوت بھی ملا۔ وحی والہام کا مسئلہ بھی حل ہؤا۔ کلام مجید کے بینظیر کلام اللہ اور اسکی تعلیم کے مفید وبابرکت ہونے میں اگر کسی کو کلام تھا۔ تو وہ بھی جاتا رہا۔ کیونکہ چودہویں صدی میں ہم پر کھل گیا۔ اور تمام مخلوقات پر حجت قائم ہو گئی۔ کہ قرآن مجید کی تعلیم سے تمام جسمانی وروحانی کمالات انسان حاصل کر سکتا ہے۔ یہانتک کہ انسان نبی بن سکتا ہے۔ قرآن مجید ایسی بیمثال کتاب ہے۔ کہ تمام دنیا کی مجموعی طاقت اس کی مثل لانے پر قادر نہیں۔ اگر یہ بات کسی کی سمجھ میں نہیں آئی تو وہ ہمارے امام مرزاؑ کی ان کتابوں کو دیکھے جو تحدی کیساتھ شایع کی گئیں کہ اگر کسی میں طاقت ہے۔ تو انکی مثل لاے۔ دس دس بیس بیس ہزار تک انعام بھی مقرر کیئے۔ مدتیں بھی معین کیں مگر کوئی قادر نہ ہؤا۔ پھر اسی دنیا میں جب مخالفان حق پر وعدہ کے مطابق عذاب نازل ہؤا تو جزا وسزا کی حقیقت واضح ہوئی۔ غرض محمدؐ رسول اللہ کو منوانے کے لئے اس سے بہتر کوئی طریق نہیں۔ کہ ہم غلام احمدؑ کو پیش کریں۔ کیونکہ وہ اس محبوب کا چہرہ دیکھنے کے لیئے ایک آئینہ ہے۔ اگر اس آفتاب نبوتؐ کے انوار دیکھنے سے دنیا کی آنکھیں

چندھیاتی ہیں۔ تو وہ بدرِ رسالت ہی کو دیکھیں۔ اگر اس نظارۂ حسن کی تاب نہیں لا سکتے تو وہ اس کے عکس ہی کو دیکھ لیں۔ اگر ہم اپنا اتنا ہی فرض سمجھتے ہیں۔ کہ سیدنا مرزا غلام احمدؑ کو ایک **مسلمان** ثابت کریں۔ تو تف ہے ہماری سمجھ پر۔ اور زوف ہے ہماری محبت پر کیا وہ جو نبیوں کے حلوں میں آیا۔ وہ جو خدا کی مجسم قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا۔ وہ جس کی خدا اپنے عرش سے حمد کرتا ہے۔ وہ جسے خدا فرماتا ہے۔ میں تجھ سے ہوں۔ اور تو مجھ سے۔ وہ جو خدا کے لیے بمنزلہ اولاد ہے۔ وہ جسکا ظہور خدا اپنا ظہور قرار دیتا ہے جس نے چار پانچ لاکھ انسانوں کو مسلمان بنا دیا۔ اس بات کا محتاج ہے۔ کہ ہم اِسے مسلمان ثابت کریں۔ آفتاب آمد دلیل آفتاب ہمارا فرض تو یہ ہے کہ ہم اسے خدا کے فرستادہ کی حیثیت میں محمد رسول اللہ کی ختم نبوت کے ثبوت میں پیش کریں۔ اور اس سچائی کو ہرگز نہ چھپائیں کیونکہ منافقت اور اسلام ایسی دو متضاد حقیقتیں ہیں جیسے دن اور رات اگر تقیہ جائز ہوتا۔ اگر نفاق کا کوئی شعبہ بھی نظر استحسان سے دیکھا جاتا تو امت محمدیہ کبھی **ماموربالاذان** نہ ہوتی۔ جس میں ایک مسلمان مجبور ہے۔ کہ وہ چھت پر چڑھکر بلند آواز سے دن رات میں ایکبار نہیں پانچ بار اپنے عقائد کا اعلان کرے۔ اور دنیا کو سونیکے وقت بھی سنائے۔ جاگنے کیوقت بھی سنائے۔ کام کرتے وقت بھی سنائے۔ کہ **محمدؐ اللہ کا رسول ہے**۔ خود نبی کریم کا نمونہ ہمارے سامنے موجود ہے اس شہر میں جہاں کوئی بادشاہ نہیں تھا۔ کوئی حاکم نہیں تھا۔ آپ نے خدا کا پیغام سنایا۔ اور کھول کر سنایا۔ اور کئی کئی طریق سے سنایا جب کوئی میلا ہوا۔ آپ وہاں ضرور پہنچے جب کوئی مجمع ہوا۔ آپ بھی کسی نہ کسی حیلے سے وہاں جا ہی نکلے۔ اور حق بات پہنچا ہی دی۔ آپ نے گرہ سے خرچ کر کے دعوتیں دیں۔ اور اس طرح پر عمایدِ مکّہ کو اپنے مولیٰ کا پیغام سنایا۔ آپ ایک پہاڑی پر چڑھ گئے۔ اور اپنے قبیلہ اور رشتہ داروں کو نام بنام پکارا۔ یہاں تک کہ صبح سے شام کے قریب وقت ہو گیا

اور آپ نے اس طرح بھی حق انکے کانوں میں ڈالا۔ آپ اپنا وطن چھوڑ کر طائف گئے اور وہاں بھی جو کچھ کہنا تھا۔ کہہ ہی آئے۔ آپ کی ساقی مبارک زخمی ہوگئی۔ بارہ کوس ایسی حالت میں بھاگتے آئے کہ فرماتے ہیں۔ مجھے معلوم نہیں ہوا۔ کہ میں کدھر جا رہا ہوں جب ایک باغ میں دم لینے کے لیئے ٹھہرے ہیں۔ تو وہاں بھی اپنے فرض سے غافل نہیں ہوئے۔ بلکہ انگور لانیوالے خادم کو کچھ ہدایت کی بات سنا ہی دی۔ کہا جا سکتا ہے کہ وہ خاتم النبیّین تھے۔ انکی شان کے شایاں تھا۔ مگر صاحبان! ہم کو بھی اسی کی اتباع کا حکم دیا گیا۔ اگر ہم انکی تقلید نہ کرینگے۔ تو کیا کسی طاغوت کی کرینگے۔ پھر حضرت یوسفؑ کا معاملہ دیکھیئے۔ آپ قید میں ہیں۔ لیکن وہاں بھی بات میں ایک موقعہ نکال لیا ہے اور تبلیغ کر گئے ہیں۔ یہ نہیں کیا۔ کہ اپنے تئیں چھپا لیا۔ بلکہ صاف کہا۔ کہ میں خدا کا فرستادہ ہوں۔ اور ہمارا خاندان نبیوں کا خاندان ہے۔ شرک سے رکنا چاہیئے۔ ءارباب متفرقون خیرام الله الواحد القهّار۔ بہت سے صاحب اچھے یا ایک یگانہ و غالب الله۔ ہاں آل فرعون کے ایک مومن کی نظیر قرآن مجید میں ملتی ہے۔ جس نے اپنی تقریر کو اس حالت میں شروع کیا ہے۔ کہ وہ اپنے ایمان کو چھپاتا تھا۔ یعنی پہلے ہی نہیں بتا دیا۔ کہ میں موسٰی کو ماننے والا ہوں۔ یعنی پتھر نہیں کھینچ مارا۔ بلکہ آہستہ آہستہ انکو سمجھایا ہو پس بعض مواقع پر حالات مقامی کے لحاظ سے ضروری ہے۔ کہ ایسا ہی ہو۔ کیونکہ ہمیں ارشاد ہے۔ ادع الی سبیل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة وجادلهم بالتی هی احسن۔ یہاں حکمت کے معنی پالیسی کے نہیں اور ہرگز نہیں۔ بلکہ مطلب یہ ہے۔ کہ ہماری باتیں پختہ باتیں ہوں۔ جو ایسی مدلّل ہوں کہ رد نہ ہو سکیں۔ وعظ نیک پیرائے میں ہو۔ اور ہمارا جھگڑا بہت خوبی کے ساتھ ہو۔ خیر یہ لوگ تو مامور تھے۔ گو ہمیں بھی ماموروں کی اتباع ہی کا حکم ہے۔ لیکن پھر بھی کہا جا سکتا ہے۔ کہ ہم مامور نہیں۔ اول تو میں بتاتا ہوں۔ کہ ہم بھی مامور بالتبلیغ ہیں۔ جیسا کہ الله تعالیٰ فرماتا ہے۔

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر۔
یہاں خیر سے مراد اسلام ہے۔ پھر صحابہ کرام کی نظیر ہمارے سامنے ہے۔ کیا وہ اپنے نبی کی وفات کے بعد ہاتھوں پر ہاتھ دھر کر بیٹھ رہے۔ یا اپنے دنیاوی کاموں میں لگ گئے۔ یا آپس میں لڑائیاں شروع کر دیں ؟ ہرگز نہیں۔ وہ گلوں میں کفنیاں باندھکر ایک ہاتھ میں قرآن ایک ہاتھ میں تلوار لیکر نکلے۔ اور ایسے جوش کیساتھ نکلے۔ کہ سینکڑوں ان میں سے پھر اپنے گھر کو واپس نہ آئے۔ وہ صرف اپنے علاقوں ہی میں نہیں رہے۔ بلکہ دور دور تک نکل گئے۔ نہ زبان کا نہ جاننا انکے لئے روک ہوا۔ نہ سمندر اُن کے لئے روک ہوا۔ نہ پہاڑ انکے لئے روک ہوئے۔ نہ بے زاد ہونا سفر سے مانع ہوا۔ اور نہ گھر والوں کے خرچ کا خیال انکے لئے سدّ راہ ہوا۔ نہ دنیاوی کام تبلیغ سے ان کو روکتے رہے۔ نہ ان میں سے کسی نے کہا کہ میں خواندہ نہیں میں کیا تبلیغ کرونگا۔ بلکہ سب کے سب یک زبان یک جان ہو کر اٹھے۔ اور ایک دنیا کے فاتح کہلائے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ ہمارے لئے وہ مشکلات نہیں۔ وہ طوائف الملوکی کا زمانہ نہیں۔ گورنمنٹ انگریزی کا راج ہے۔ ہر ایک شخص کو مذہبی آزادی حاصل ہے۔ ڈاک اور تار اور ریل کی وجہ سے سفر کے ذرائع آسان ہیں۔ بلکہ گھر بیٹھے تبلیغ کر سکتے ہیں۔ ہم میں سے جن کو خدا نے فن تحریر دیا ہے۔ انکا فرض ہے کہ وہ کتابیں لکھیں۔ دنیا میں جس قدر عقاید فاسدہ و اعمال طالحہ ہیں انکی بیخکنی کے لئے اپنے اپنے فہم کے مطابق ساعی ہوں۔ جن کو بولنا آتا ہے۔ وہ اپنے فرض سے غافل نہ ہوں۔ وہ مجمعوں میں جلسوں میلوں میں دائروں میں مسجدوں میں کنوؤں پر۔ ڈیروں میں کوٹھوں پر چڑھکر خدا کا کلام حق کا پیغام امن اور آشتی کیساتھ سنائیں سوتے ہوؤں کو جگائیں۔ جو جاگ چکے ہیں۔ انکو چلائیں۔ جو چلتے ہیں۔ ان کو دوڑائیں۔ جو دوڑ رہے ہیں۔ انکے ساتھ ہو کر اس قلعہ تک پہنچائیں۔ جو اس زمانہ کے فتن سے بچانے کے لئے ہمارے مسیح نے بنایا۔ جو دروازے پر کھڑے ہیں۔ انکے استقبال کو نکلیں گر

اس نیت سے نہیں کہ ہم بھی قلعہ کے باہر ان میں آکر ملجائیں۔ بلکہ اسلیئے کہ ان کا ہاتھ پکڑ کر ان کو
اندر لے جائیں۔ جو دولتمند ہیں۔ وہ اپنا مال اس راہ میں خرچ کریں۔ اور بہت خرچ کریں
چند پیسوں پر ابدالآباد کی جنت ملے تو زہے قسمت۔ اپنے روپے کو چوروں کے لئے کیوں
رکھتے ہو۔ اس الٰہی بنک میں جمع کرادو۔ جہاں نہ چور کا ڈر۔ نہ دیوالہ نکلنے کا خطر۔ بلکہ جب
واپس لوگے تو دُگنا چوگنا کرکے واپس لوگے۔ جو ناخواندہ ہیں۔ وہ بھی تبلیغ سے سبکدوش
نہیں۔ صحابہ کونسی صرف و نحو پڑھے ہوئے تھے۔ اور مناظرے اور منطق کی کتابیں حفظ
کرچکے تھے۔ وہ اپنے نیک نمونے سے لوگوں کو متوجّہ کریں۔ خدا نے زبان انکے منہ میں
بھی دی ہے۔ وہ بھی اپنی سمجھ کے مطابق اپنے بھائیوں کو حق سنائیں۔ جہاں اور باتیں
کرتے رہتے ہیں۔ وہاں خدا کی باتیں بھی سنائیں۔ علم کو آسان کردیا گیا ہے مثنوی کو (جو علم
کلام کی ایک کتاب ہے) لوگوں نے ہست قرآن در زبان پہلوی کہدیا۔ تو کیا ہمارے
امام کی کتابیں مثنوی جیسی بھی نہیں۔ ان میں معارف وحقایق کا ایک خزینہ ہے مبارک
وہ جو اسکو پائے۔ اور خدا کی راہ میں لٹائے۔ دنیا میں کوئی ایسا مذہب باطل نہیں کوئی ایسا
عقیدہ فاسدہ نہیں۔ کوئی ایسا عمل قبیح نہیں جس کا ردّ ان کتابوں میں نہ کیا گیا ہو۔
اسلام کی کوئی ایسی خوبی نہیں۔ جس کا مذکور ان کتابوں میں نہ ہو۔ کوئی ایسی دلاویز
دلیل نہیں۔ جو اس میں نہ ہو۔ جو خواندہ ہیں۔ وہ خود پڑھیں۔ جو ناخواندہ ہیں۔ وہ اپنے
خواندہ بھائیوں سے پڑھوا کر سنیں۔ اور پھر لوگوں تک ✻ پہنچائیں۔ کیا حضرت اقدس ؑ

✻ حضرت اقدس فتح اسلام میں تحریر فرماتے ہیں۔ اگر درحقیقت تکمیل اشاعت
ہی ہماری غرض ہے۔ تو ہمارا مدعا یہ ہونا چاہئے۔ کہ ہماری دینی تالیفات جو جواہرات
تحقیق اور تدقیق سے پر اور حق کے طالبوں کو راہ راست پر کھینچنے والی ہیں۔ جلدی
سے اور نیز کثرت سے ایسے لوگوں تک پہنچ جائیں۔ جو بری تعلیموں سے متاثر ہو کر مہلک
بیماریوں میں گرفتار یا قریب قریب موت کے پہنچ گئے ہیں۔ اور ہر وقت یہ امر

کی کتابیں ہیر رانجھا ہیجو قسم مخرب اخلاق قصّوں سے بھی گئی گزری ہیں۔ میں دیکھتا ہوں۔ کہ گرمی کے دنوں میں سردی کی راتوں میں زمیندار لوگ کسی پڑھے ہوئے سے قصّے کہانیوں کی کتابیں سنتے ہیں۔ پڑھے ہوئے وقت گزارنے کے لئے ناول پڑھتے ہیں۔ وہ کیوں اپنے امام کی کتابیں نہیں پڑھتے۔ تا انکا بھی بھلا ہو۔ اور ان کے دوستوں کا بھی۔ ان میں دینی دنیوی بہتری و بہبودی کی ذرائع موجود ہیں۔ اگر ان کو شعر خوانی یا شعر سننے کا شوق ہے۔ تو درثمین ایک عمدہ مجموعہ ہے۔ سلسلہ کے اور دوستوں نے پنجابی میں بھی بہت کچھ لکھا ہے۔ وہ پڑھو یا سنو۔ بلکہ میں تو چاہتا ہوں۔ کہ اگر تم گیت گاؤ۔ تو وہ بھی اپنے ہی مسیحا کے۔ کوئی بات کرو تو ہمیں بھی اپنے مسیح کا یا اسکے مقاصد کا ضرور ذکر ہو۔ تم اپنے امام کے قدموں پر چلو۔ کیا تم بھول گئے۔ کہ وہ خواہ کسی قسم کی باتیں کر رہا ہو۔ مسیح کی وفات کا ذکر ضرور لے آتا۔ میں نے دیکھا۔ اور اپنے کانوں سے سُنا۔ کہ کسی نسخے کا ذکر ہو رہا ہے۔ اس میں بھی آپ مرہم عیسیٰ کا ذکر لے آئے ہیں۔ اور پھر مسیح کی وفات پر ذکر چھیڑ دیا ہے*

پیارے بھائیو! تم دانشمند ہو کر دیوانے ہو جاؤ۔ عاقل ہو کر مجنون ہو جاؤ۔ چاہئے کہ تمہارے سروں میں ایک سودا ہو۔ اور تم اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے ایک ہی خیال میں ہو۔ ایک ہی دُھن میں لگے ہو۔ وہ کیا یہی کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اور اس کلمہ کی حقیقت کے ثبوت میں پیش کرو اپنے امام غلام احمد علیہ السلام کو۔ کوئی شہادت زیادہ قوی اس سے نہ پاؤ گے۔ کوئی دلیل اس سے بڑھ کر نہ لاؤ گے۔ حضرت اقدس کی کتابوں سے انتخاب کر کے چھوٹے چھوٹے ٹریکٹ شائع کرو۔ انہیں مدرسے کے لڑکوں میں پہنچاؤ۔ عام لوگوں کو سناؤ*

ہماری مدنظر رہنا چاہیئے۔ کہ جس ملک کی موجودہ حالت ضلالت کے سم قاتل سے نہایت خطرہ میں پڑ گئی ہو۔ بلا توقف ہماری کتابیں اس ملک میں پھیلجائیں۔ اور ہر ایک متلاشی حق کے ہاتھ میں وہ کتابیں نظر آویں*

پھر لوگوں کو صلوٰۃ کی طرف بلاؤ۔ یعنی اشہد ان محمداً رسول اللہ کو دوبار کہنے اسکی بعثت اول وثانی کا ثبوت دینے کے بعد حی علی الصلوٰۃ کہو۔ دنیا دعا کی حقیقت سے بیخبر ہے۔ تم دعا کے فوائد ذہن نشین کرو۔ اور انہیں سمجھاؤ کہ انسان عبادت کے لیئے پیدا ہؤا۔ اور اس عبادت کی بہترین صورت نماز ہے۔ اسوقت ۹۰ فی صدی مسلمان بے نماز ہیں۔ تم کوشش کرو کہ یہ سب نمازی ہو جائیں۔ اور باجماعت نمازی ہوں۔ عورتیں خصوصیت سے بے نماز ہیں۔ اس طرف پوری توجہ کرو۔ تم جو روپیہ مسجدیں بنانے میں لگانا چاہتے ہو۔ وہ نمازی بنانے میں لگاؤ۔ محمد رسول اللہ صلعم نے جو مسجد ہمارے لیئے بنائی ہے۔ وہ چوبیس ہزار میل محیط رکھتی ہے۔ اور ایسی وسیع ہے کہ اب اور مسجد بنانے کی ضرورت کیا ہو۔ جب کہ گنجایش ہی نہیں۔ پس پہلے تم لوگوں کو مسلمان بناؤ۔ پھر نمازی بناؤ۔ پھر باوقت فریضہ ادا کرنیوالے نمازی بناؤ۔ پھر باجماعت نمازی بناؤ۔ پھر حی علی الصلوٰۃ سنا کر انہیں دنیا و آخرت میں مظفر و منصور و کامیاب و بامراد ہونے کی راہیں بتاؤ۔ جو قرآن مجید و احادیث شریف میں مرقوم ہیں۔ اور جنکو اردو میں اگر دیکھنا چاہتے ہو۔ تو اپنے امام کی کتابوں میں پاؤ گے۔ پھر ہر حالت میں اللہ کی عظمت اللہ کا جلال اور اس کے معبود برحق ہونے کا اعلان کرتے رہو۔ اور تم میں وہ جوش ہو۔ کہ اگر ایک مُلّاں کی آواز ایک محلہ کے لوگوں تک پہنچتی ہے تو تمہاری آواز محلہ سے نکل کر تمام شہر میں پھر اس شہر سے دوسرے شہر میں اور پھر اس طرح اس تحصیل میں اور اس تحصیل سے اس ضلع میں اور ضلع سے نکل کر کمشنری میں اور کمشنری سے نکل کر صوبہ اور صوبہ سے نکل کر ملک میں اور ملک سے نکل کر براعظم میں اور پھر براعظم سے نکل کر غیر ممالک میں پہنچے۔ اور اس شان و شوکت سے پہنچے۔ کہ ایک عالم لا الہ الا اللہ کی آواز سے گونج اٹھے۔ اور چاروں طرف سے اللھم صل علی محمد کی آوازیں آنے لگیں۔ اور وہ زبانیں جو گالیاں دیتی ہیں مرزا غلام احمد بانی سلسلہ احمدیہ کی ستایش کریں۔ اللھم آمین +

مولوی عبداللہ صاحب تیماپوری

ایک ضروری اعلان

تیماپور، ملک دکن کے ایک صاحب مولوی عبداللہ آجکل ایک ابتلا میں مُبتلا ہیں۔ اور اسبات کے مدعی ہیں۔ کہ اصل مہدی موعود وہی ہیں۔ اور حضرت صاحب مسیح تھے۔ چنانچہ وہ اپنے خط میں لکھتے ہیں کہ حدیثوں میں جو دو شخصوں کا ذکر ہے۔ کہ مسیح کا نزول ہوگا۔ اور مہدی موعود انہیں کے معتقدوں میں سے امام ہوگا۔ وہ امام جو ہے۔ یہی عاجز ہے۔ اس طرح گویا وہ حضرت صاحب کے تمام دعاوی پر پانی پھیرنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ حضرت صاحب ہمیشہ اپنی کتابوں میں زور دیتے رہے۔ کہ میں مسیح موعود اور مہدی موعود دونوں کا جامع ہوں۔ بلکہ آپ نے اسبات کے ثابت کرنیکے لئے مختلف احادیث اور کشوف اولیا سے بھی استدلال کئے ہیں۔ اور ہمیشہ اس پر زور دیتے رہے ہیں۔ کہ مسیح و مہدی ایک ہی شخص کے دو عہدوں کے نام ہیں۔ مگر مولوی عبداللہ صاحب اسبات کے مدعی ہیں۔ کہ وہ مہدی موعود ہیں۔ اور حضرت صاحب مسیح موعود تھے۔ لیکن اس پر بس نہیں۔ مولوی عبداللہ صاحبکو حضرت صاحب سے بھی کچھ بڑے ہونیکا دعویٰ ہے۔ آپ لکھتے ہیں۔ کہ حضرت صاحب مظہر احمدؐ تھے فقط جمالی رنگ میں انکا ظہور تھا۔ یہ عاجز مظہر احمدؐ و محمدؐ ہوکر جامع جلال و جمال ہے۔ پھر اس سے اور بھی ترقی کرتے ہیں۔ اور اپنے آپکو حضرت صاحب سے درجہ میں بڑا ہی منوانا نہیں چاہتے۔ بلکہ اس بات پر بھی زور دیتے ہیں۔ کہ حضرت صاحب کی تعلیم ناقص تھی چنانچہ لکھتے ہیں۔ کہ ”میں اسلئے مامور کیا گیا ہوں۔ کہ جو کمزوری مرزا صاحب کی کمزور تعلیم کی وجہ سے قوم میں رہگئی تھی۔ اسکو دور کردوں“

مولوی صاحب کو ملہم ہونیکا دعویٰ حضرت صاحب کے زمانہ سے ہے۔ اور

اسوقت بھی یہ حضرت صاحب کو اپنے الہامات لکھتے رہتے تھے۔ اور ایک دفعہ قادیان آئے بھی تھے۔ لیکن حضرت صاحب نے فرمادیا۔ مجھے ڈر ہے۔ کہیں جنون تک نوبت نہ پہنچے۔ اور چونکہ اسوقت ابھی ابتدا ابتدا تھی۔ انہوں نے دوبارہ بیعت بھی کرلی۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود کی ڈائری میں یہ بات شایع ہو چکی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی ایک خواب سے بھی ایسا ہی کچھ ثابت ہوتا ہے؛

حضرت صاحب کی وفات کے بعد پھر انکو جوش آیا۔ اور دو دفعہ قادیان بھی آئے اور اب بڑھتے بڑھتے انکی وہ حالت ہو گئی ہے۔ جو اوپر لکھی گئی۔ چونکہ آدمی جوشیلے ہیں اسلیئے ممکن ہے۔ کہ مختلف جماعتوں میں چکر بھی لگائیں۔ اور کسی سادہ لوح کے لئے ٹھوکر کا باعث ہو جائیں۔ اسلئے عام طور سے اطلاع دیجاتی ہے۔ تا ہر جگہ کے احمدی انکے حالات سے مطلع رہیں۔ اور انکو اپنے حال پر چھوڑ دیں۔ اور ان سے بے تعلق رہیں۔ اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ یہ مفتری نہیں ہیں۔ لیکن دماغی حالت کیوجہ سے بیمار و معذور ہیں۔ اور آجکل انکے جوش بہت ترقی پر ہیں۔ چنانچہ یہاں تک کہتے ہیں۔ کہ حضرت صاحب کی نکاح کی پیشگوئی اس لئے ملتوی ہوئی۔ کہ انھوں نے آپ کے نکاح کی پیشگوئی کی تصدیق نہیں کی۔ اور اسی طرح عمر والی پیشگوئی بھی ٹالدی گئی۔ کیونکہ آپ کو حضرت صاحب نے پہچانا نہیں۔ تعجّب ہے۔ کہ باوجود صریح حدیث کے موجود ہوتے کہ ایک وقت میں دو خلیفہ نہیں ہو سکتے۔ اور جو بعد میں ہو۔ اسکی نسبت رسول اللہ فرماتے ہیں۔ کہ اسلامی سلطنت میں وہ قتل کیا جائے۔ مولوی صاحب کیوں خلافت کے مدعی بنکر جماعت میں فساد ڈلواتے ہیں۔ یہ بیشک درست ہے۔ کہ اسوقت گورنمنٹ انگریزی کی حکومت ہے۔ اور ہمارا فرض ہے۔ اور ہمکو شریعت کا حکم ہے۔ کہ ہم اسکے قوانین کے ماتحت گذارہ کریں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے تو بچنا مشکل ہے۔ انکو تو چاہیئے تھا۔ کہ غیر مذاہب میں تلقین کرتے۔ غیر احمدیوں کو سمجھاتے۔ وہ لگے اپنی جماعت میں ہی فساد ڈلوانے

حضرت مسیح موعود کی نصیحت سے ہی فائدہ اٹھاتے ہیں۔

آخر میں یہ لکھدینا بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ اس اعلان سے گھبرانے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ جب جماعت بڑھتی اور ترقی کرتی ہے۔ تو اچھے برے دانا و پاگل ہر قسم کے لوگ اس میں قدرتاً پیدا ہو جاتے ہیں۔ (مرزا محمود احمد)

ملہم صادق کا نشان

از مسیح موعودؑ

اول۔ وہ کلام قرآن شریف سے مخالف اور معارض نہ ہو مگر یہ علامت بغیر تیسری علامت کے جو ذیل میں لکھی جائیگی۔ ناقص ہے۔ دوم۔ وہ کلام ایسے شخص پر نازل ہو جسکا تزکیہ نفس بخوبی ہو چکا ہو۔ اور وہ اُن فانیوں کی جماعت میں داخل ہو۔ جو بکلی جذبات نفسانیہ سے الگ ہو گئے ہیں اور ان کے نفس پر ایک ایسی موت وارد ہو گئی ہے۔ جس کے ذریعہ سے وہ خدا سے قریب اور شیطان سے دور جا پڑے ہیں۔ کیونکہ جو شخص جس کے قریب ہے۔ اسی کی آواز سنتا ہے۔ اور جو خدا سے قریب ہے۔ وہ خدا کی آواز سنتا ہے۔ اور انتہائی کوشش انسان کی تزکیہ نفس ہے۔ تیسری علامت ملہم صادق کی یہ ہے۔ کہ جس کلام کو وہ خدا کی طرف منسوب کرتا ہے۔ خدا کے متواتر افعال اس پر گواہی دیں یعنی اسقدر اسکی تائید میں نشانات ظاہر ہوں۔ کہ عقل سلیم اس بات کو ممتنع سمجھے۔ کہ باوجود اس قدر نشانوں کے پھر بھی وہ خدا کا کلام نہیں۔

۴۔ ایک یہ کہ اکثر انکے مکاشفات نہایت صاف ہوتے ہیں۔ اور شاذونادر مشتبہ ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ عام لوگوں کی نسبت اسقدر کثیر الوقوع ہوتے ہیں۔ کہ اگر مقابلہ کیا جائے۔ تو وہ مقابلہ ایسا فرق رکھتا ہے۔ جیسا کہ ایک بادشاہ اور گدا کے مال کا مقابلہ کیا جائے۔ تیسرے۔ اُن سے ایسے عظیم الشان نشان ظاہر ہوتے ہیں۔ کہ کوئی دوسرا شخص ان کی نظیر پیش نہیں کر سکتا۔ چوتھے۔ انکے نشانوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں پائی جاتی ہیں۔ اور محبوبِ حقیقی کی محبت اور نصرت کے آثار انمیں نمودار ہوتے ہیں

آریہ سماج کا مذہب

"قاضی صاحب نے یہ مضمون بہت محنت اور کوشش سے تیار کیا ہے۔ اور حتی الوسع الفاظ تک خود پنڈت دیانند کے رکھے ہیں جس سے امید ہے کہ ناظرین رسالہ کو آریہ سماج کے مذہب کی حقیقت اچھی طرح معلوم ہو جائیگی اور وہ بھی نہایت قابلِ اعتبار ذرایع سے۔ ..ایڈیٹر"

دنیا کی تمام موجودات میں جو موجود رہکر سب کو انتظام میں رکھتا ہے۔ جو جہالت وغیرہ تکالیف۔ اچھے برُے پسند ناپسند مخلوط نتیجہ پیدا کرنے والے کاموں کی ہوس سے آزاد اور سب جیووں سے اعلیٰ ہے۔ وہ ایشور ہے۔ جس سے یہ طرح طرح کی خلقت ظاہر ہوتی ہے جو اس کو قائم رکھتا اور فنا کرتا ہے۔ اور جو اس دنیا کا مالک ہے۔ جس موجود کل میں یہ سب دنیا پیدائیش قیام فنا پاتی ہے۔ وہ پرمیشور ہے۔

(۱) پرمیشور ایک ہے وہ تینتیس دیوتاؤں (کائنات کے ۳۳ قسموں میں منقسم ہونیکے کا نام ۳۳ دیوتا ہے۔ جن میں سے آٹھ تمام دنیا کے جائے قیام ہونیکے باعث "وسو" کہلاتے ہیں مثل زمین۔ پانی۔ آگ۔ ہوا۔ اکاش۔ چاند۔ گیارہ رودر ( ) ۱۲ ادیتہ (لینے والے ہیں) کا مالک اور سب سے بڑا ہونے کے باعث پرماتما ہے۔ (۲) وہ ویدوں کا اظہار کرنیوالا ہے۔ اس میں رحم و انصاف ہے مگر انصاف و رحم میں برائے نام فرق ہے۔ انصاف یہ ہے کہ عمل کے مطابق دکھ سکھ پہنچایا جاوے۔ اور رحم یہ کہ قصوروار کو بلا سزا دینے کے نہ چھوڑا جائے۔ (۳) وہ غیر مجسم ہے کبھی جسم اختیار نہیں کرتا (۴) وہ قادر مطلق یعنی اپنے کام پیدائیش پرورش فنا وغیرہ کرنے اور تمام جیووں کے پن پاپ کے متعلق آئین کو واجب طور پر چلانے میں کسی کی ذرہ بھی امداد نہیں لیتا۔ یعنی اپنی بے حد طاقت سے اپنے کل کام کو انجام دیتا ہے۔ جو کام اس کی صفات کے خلاف ہوں

وہ نہیں کرسکتا۔ وہ اپنے تئیں مار نہیں سکتا۔ بے علم نہیں ہوسکتا۔ دکھی بھی نہیں ہوسکتا (۵) وہ قدیم ہے۔ یعنی اناوی جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ باعث ابتدا اس کا کوئی علت یا زمانہ نہیں (۶) وہ سب کے لیئے بھلائی اور سب کے لیئے سکھ چاہتا ہے۔ یعنی آزاد رکھ کر وہ کسی کو پاپ کیئے بغیر دوسرے کا محتاج نہیں بناتا (۷) وہ منزہ از حواس ہے۔ مگر حواسوں کا کام اپنی طاقت سے کرتا ہے۔ اس کے ہاتھ نہیں۔ لیکن اپنی طاقت کے ہاتھ سے سب کو بناتا اور قابو رکھتا ہے۔ پاؤں نہیں۔ لیکن محیط ہونے کے باعث سب سے زیادہ صاحب رفتار (حرکت دینے والا) ہے۔ آنکھ کا آلہ نہیں۔ لیکن سب کو ٹھیک ٹھاک دیکھتا ہے کان نہیں پھر بھی سب کی باتیں سنتا ہے (۸) وہ خالی از فعل خالی از صفات نہیں۔ اس کا فعل حسب ضرورت ہوتا ہے (۱۲) وہ اوتار نہیں لیتا۔ یہ غلط ہے کہ پرمیشور نے چوبیس اوتار لئے۔ یہ فرقہ بند لوگوں کے بہکانے اور خود بے علم ہونے سے ایسے عقاید ہیں۔ ایسا ہی چونکہ وہ محیط کل ہے۔ اسلیئے کسی بت میں اس کا تصور نہیں کرسکتے (۱۰) وہ کسی کے گناہ معاف نہیں کرتا۔ کیونکہ اگر وہ معاف کرے تو اس کا انصاف جاتا رہتا ہے۔ اور جیو کام کرنیمیں خود مختار ہیں۔ مگر نتیجہ بھوگنے میں تابع مرضی ایشور ہیں۔ (۱۱) پرمیشور میں نہ تو راگ (الفت) ہے نہ درگت (۱۲) پرمیشور کا اسم ذات اوم ہے علاوہ اس کے بلحاظ صفات سو نام سے زیادہ اور بھی بیشمار نام پرمیشر کے ہیں +

ایمان بالملائکہ آریہ سماج خدا تعالیٰ کے ظاہری انتظام میں وسائط کی قائل ہے یعنی پرمیشور "نور" ہے۔ مگر اس کا نور دنیا کو بذریعہ سورج پہنچتا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس پانی بادلوں کے ذریعہ آتا ہے۔ مگر روحانی عالم میں کسی واسطے کو نہیں مانتے۔ ان کے نزدیک فرشتوں کا وجود ماننے سے خدا کا صاحب احتیاج ہونا ثابت ہوتا ہے +

ایمان بالرسل پیدائش کے شروع میں پرماتمانے اگنی۔ وایو۔ آدیت اور انگرا رشیوں کے آتما میں ایک ایک وید کو ظاہر کیا۔ کیونکہ یہی چار سب

جیوں سے زیادہ تر پاک آتما تھے۔ دوسرے لوگ ان کی مانند نہیں تھے۔ اسلیئے پاک علم کا اظہار انہی کے باطن میں کیا۔ اور یہ رشی منتروں کے بنانے والے نہیں۔ بلکہ ان کے معنوں کو ظاہر کرنیوالے ہوتے ہیں۔ چونکہ پرمیشور بے شکل اور موجود کل ہے۔ پس اپنی تمام وید دیا کا اپدیش جیوں کے اندر موجود ہونے سے جیو آتما پر روشن کر دیتا ہے۔ ازاں بعد وہ **آدمی** اپنے منہ کے تلفظ سے دوسرے کو سناتا ہے۔ اس زبان کو جس میں وید نازل ہوئے۔ وہ دھرماتما یوگی مہرشی لوگ جب جب جس جس منتر کے معنی جاننے کی خواہش سے توجہ کو یکسو کر کے پرمیشور کی ہستی میں سمادھی کے اندر قایم ہوئے۔ تب تب پرماتما نے مطلوبہ منتروں کے معنے جتلائے۔ پس اس کے بعد ان (رشی کہو یا رسول سمجھو) کا سلسلہ منقطع ہے جب تک کہ پھر جہان پرلے نہ آئے✤

ایمان بالکتب وید چار ہیں (۱) رگوید (۲) یجروید (۳) سام وید (۴) اتھروید۔ وہ پرماتما جو خود بخود موجود۔ ہر جگہ موجود۔ پاک ازلی۔ بے جسم و شکل پرمیشور ہے۔ وہ اپنی ازلی رعایا جیوں کی بہبودی کی خاطر تمام علوم کا اپدیش (تلقین) بذریعہ ویدوں کے ٹھیک ٹھیک طریقہ پر کرتا ہے۔ وید سنسکرت میں ظاہر ہوئے جو کسی ملک کی زبان نہیں۔ ور نہ کسی خاص ملک کی زبان میں ظاہر کرنے سے ایشور طرفدار ٹھہرتا ہے۔ ویدوں کی زبان تمام زبانوں کا ماخذ ہے۔ جیسا پرمیشور ہے ویسا (یعنی جو ایشور کے اوصاف ہیں۔ انکے عین مطابق) اور جس طرح سلسلہ کائنات رکھا گیا ہے۔ اسی طرح ایشور۔ جگت۔ معلول۔ علت اور جیو کا جس میں بیان ہو۔ جو پرتکش وغیرہ ارکان ثبوت کے غیر مخالف ہو۔ اور پاک آتما کی طبیعت کے خلاف نہ ہو۔ وہ خدا کا کلام ہے۔ اگر ابتدا میں ویدوں کا گیان نہ ملتا تو تمام لوگ جاہل رہتے✤

(۱) جیسے ایک راجا کی انتظام سلطنت کے قانون سب ملکوں میں یکساں ہوتے ہیں۔ اسی طرح اس شہنشاہ عالم پرمیشور کے وید و کت قانون تمام راج میں یکساں ہیں

پس نہ صرف اس کرّے میں بلکہ دوسرے کرّوں میں بھی یہی وید ہیں +

ایمان بالقیامۃ جیسے دن کے پہلے رات اور رات کے پہلے دن نیز دن کے پیچھے رات اور رات کے پیچھے دن برابر چلا آتا ہے۔ اسی طرح پیدایش سے پہلے پرلے اور پرلے سے پہلے پیدایش۔ پیدایش کے پیچھے پرلے اور پرلے کے بعد پیدایش ازلی زمانہ سے یہی دور چلا آتا ہے۔ اس کا شروع یا انتہا نہیں جیسے پرمیشور کی صفتیں فعل اور عادتیں ازلی ہیں ویسے ہی اسکی دنیا کی پیدایش۔ قیام اور پرلے کرنا بھی ازلی ہیں۔ جیسے پرمیشور کے اوصاف افعال عادات کا شروع اور خاتمہ نہیں۔ اسی طرح اس کے کاموں کا بھی شروع اور خاتمہ نہیں +

بعث بعد الموت روح جب جسم سے نکلتی ہے تو روح کی موت کہی جاتی ہے اور جسم کیساتھ ملنے کا نام جنم ہے جب جیو جسم چھوڑتا ہے۔ تب خلاء میں بکھری ہوئی ہوا کے اندر رہتا ہے۔ پرمیشور اس جیو کے پاپ پن کے مطابق جنم دیتا ہے۔ وہ ہوا۔ اناج پانی خواہ جسم کے مساموں کے ذریعے سے دوسرے کے جسم میں الیشور کی تحریک سے داخل ہوتا ہے۔ بعد داخل ہونیکے سلسلہ وار منی میں جاکر حمل میں قائم ہو کر جسم اختیار کرکے باہر آتا ہے۔ اگر کرم (عمل) عورت کا جسم حاصل کرنیکے لائق ہوں۔ تو عورت کے جسم میں اور اگر مرد کے جسم حاصل کرنیکے کرم ہوں تو مرد کے جسم میں داخل ہوتا ہے۔ اس طرح قسم قسم کے جنم اور موت میں جیو اسوقت تک پڑا رہتا ہے۔ جب تک کہ نیک کرم اپاسنا اور گیان کے ذریعہ مکتی نہیں پاتا +

(۳) مکتی کئی جنموں میں جاکر حاصل ہوتی ہے (۳) مکتی سے مراد دکھ سے چھوٹنا اور سکھ کو پانا ہے (۴) مکتی میں جیو معدوم نہیں ہوجاتا بلکہ برہم (جو ہر جگہ بھرپور ہے) میں قائم رہتا ہے اور نجات یافتہ جیو بے روک ٹوک معرفت و آرام کیساتھ پھرتا ہے (۵) نجات یافتہ جیو کوئی جسم نہیں رکھتا۔ بلکہ ذاتی طاقت سے تمام آنند حاصل کرلیتا ہے (۶) مکتی میں جیو

کیساتھ ہم وطاقتیں قائم رہتی ہیں (۷) مکتی (نجات) دائمی نہیں۔ بلکہ خاص عرصہ کیواسطے ہوتی ہے۔ کیونکہ البیشور انتہا والے کرموں کا لاانتہا نتیجہ دے۔ تو اس کا انصاف جاتا رہتا ہے تمام جیو مکتی پاجائیں تو دنیا کی آبادی نہیں رہتی +

الجنّة والنّار دنیوی سکھ معمولی سورگ ہے۔ اور پرمیشور کے ملنے سے جو آنند آتا ہے۔ وہی غیر معمولی سورگ کہلاتا ہے۔ اس کے خلاف دکھ پانا نرگ کہلاتا ہے۔ غرض غیر معمولی سکھ سورگ اور محسوسات کی خواہش میں پھنس کر خاص دکھ بھوگنا نرگ کہلاتا ہے +

عبادات سندھیا اور اگنی ہوتر صبح و شام دو ہی وقت میں کرے۔ رات اور دن کے ملنے کے دو ہی وقت ہیں۔ تیسرا کوئی نہیں۔ کم از کم ایک گھنٹہ ضرور دھیان کرے۔ جیسے مراقبہ میں یوگی لوگ پرماتما کا تصور باندھتے ہیں۔ ویسے ہی سندھیا اپاسن بھی کیا کرے۔ ایسا ہی سورج نکلنے کے بعد اور اس کے چھپنے سے پہلے اگنی ہوتری کرنے کا بھی وقت ہے +

سندھیا کرنیکا طریق آچمن ہتھیلی میں اس قدر پانی لیوے۔ کہ وہ پانی حلق سے نیچے تک پہنچے۔ پانی نہ اس سے کم ہو نہ زیادہ پھر ہتھیلی سے کنارہ اور اس کے درمیانی جگہ کو منہ سے لگا کر آچمن کرے۔ اور اس سے حلق کا بلغم اور صفرا کسی قدر دفع ہوتے ہیں۔ بعد ازاں مارجن کرے۔ یعنی درمیانی انگلی کی نوک سے آنکھوں وغیرہ اعضا پر پانی چھڑکے۔ اس سے سستی دور ہوتی ہے۔ اگر سستی اور پانی نہ ہو۔ تو نہ کرے۔ بعد ازاں منتروں کو جپ کرتے ہوئے پرانا یام[1] (حبسِ دم) کرے۔ یہ سندھیا اوپاسنا (تنہا جگہ) میں توجہ کو ایک طرف لگا کر کرنی چاہیئے +

اگنی ہوتر کرنیکا طریق ایک گڑھا کھودا جائے یا برتن جو ۱۲-۱۶ انگل چوکون ہو۔ اور اتنا ہی گہرا اور نیچے تین یا چار انگل انداز کا ہو اوپر سے جس قدر چوڑا ہو۔ اسکی چوتھائی نیچے ہو۔ اس

---

[1] دم کو زور سے باہر نکال کر حسب طاقت باہر ہی روک دینا چاہیئے پھر آہستہ آہستہ ہوا کو لیکر جس قدر طاقت و خواہش ہو۔ ایسا کرتا جائے اور من میں اوم کا جپ کرتا جائے۔ اسی طرح آتما کو پاکیزگی اور قیام ہوتا ہے +

میں چندن کیسو (ڈھاک) کے پھول یا آم وغیرہ عمدہ لکڑیوں کے ٹکڑے بڑے چھوٹے کر کے رکھے۔ درمیان میں آگ رکھکر اوپر لکڑیاں رکھدے۔ پھر ایک برتن ہو جس میں پانی رکھا جاوے اور اس کا نام پرنیتا پاتر ہے۔ ایک اور چمچہ کی طرح برتن ہے۔ جس کا نام پرو کھشنی ہے۔ اس سے ہاتھ دھونے کے واسطے پانی لینا آسان ہوتا ہے۔ اور ایک عمیق برتن بطور طشت گھی رکھنے کے واسطے اور چمچہ سونے یا چاندی یا لکڑی کا بنوا لینا چاہیئے۔ گھی کو گرم کرے پھر چند منتروں سے ہوم کرے۔ پھر ایک منتر کو پڑھ کر ایک ایک آہوتی دے۔ ہوم کے وقت جو گھی وغیرہ چیزیں اگنی میں چمچے کے ذریعے سے یا ہاتھ سے ڈالیں۔ اسکو آہوتی کہتے ہیں ہر ایک آدمی کو سولہ سولہ آہوتی کرنی چاہیئے۔ اور چھ چھ ماشہ گھی وغیرہ ہر ایک آہوتی کا اندازہ کم از کم ہونا چاہیئے۔ منتر پڑھنے کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے ہوم کرنیکے فوائد ظاہر ہو جائیں۔ اور بوجہ دہرائے جانے کے منتر حفظ رہیں ✤

روزے (ورت) خصوصیت سے کوئی نہیں۔ نہ ان کے لئے وقت مقرر ہے۔ بلکہ ارشاد ہے۔ حاملہ نئی بیاہی عورت لڑکے جوان لوگوں کو کبھی فاقہ نہ کرنا چاہیئے۔ جس دن بدہضمی ہو۔ بھوک نہ لگے۔ اس دن شربت یا دودھ پی کر رہنا چاہیئے۔ جو بھوک کے وقت نہیں کھانے اور بغیر بھوک کے کھانا کھاتے ہیں۔ وے دونوں بیماریوں کے سمندر میں غوطے کھا کر تکلیف اٹھاتے ہیں۔ حج کے طریق پر بھی کوئی عبادت نہیں۔ گنگا گنگا ہرے۔ رام۔ کرشن۔ نارائن۔ شو اور بھگوتی کا نام لینے سے کبھی گناہ نہیں چھوٹتے۔ ایسا ہی کسی تیرتھ کا نام لینے یا وہاں پر جانے سے گناہ نہیں چھوٹتے ✤

باقی تیرتھوں کا ذکر ان الفاظ میں سوامی جی مہاراج نے فرمایا ہے۔

ہردوار۔ سچ پوچھو تو ہاڈ پوڑی ہے۔ کیونکہ ملک ملک کے مردوں کی ہڈیاں اس میں پڑا کرتی ہیں۔

تپوبن۔ اب تو بھکشک بن ہے۔ اسی طرح اتر کاشی۔ دیو پریاگ۔ گپت کاشی۔ کیدار

بدری نارائن۔ وندھیتوری۔ کالی۔ اشٹ بھجی۔ پریاگ۔ ایودھیا۔ متھرا۔ بندرابن کی زیارت و پرستش کی تردید کی ہے۔ اور وہاں کے متعلق جو معجزات اور اعجوبے مشہور ہیں۔ ان کی اصلیت کھولی ہے۔ سچا تیرتھ ہے۔ وید کا پڑھنا پڑھانا۔ دھارمک عالموں کی صحبت۔ سب کی بھلائی۔ دھرم پر چلنا۔ دشمنی اور فریب کا نہ کرنا۔ راست بازی۔ راست گرداری۔ برہمچریہ رکھنا۔ پرمیشور کی حمد و ثنا۔ مناجات۔ مراقبہ۔ نفس کشی۔ نیک سیرتی۔ نیک کوششیں۔ بزرگوں کی عزت وغیرہ۔ اچھے اوصاف افعال۔ دکھوں سے عبور کرانیوالے ہونیکے سبب تیرتھ ہیں اور جو تری یا خشکی واے میں تیرتھ کبھی نہیں ہو سکے۔ انسان جن کے ذریعے دکھوں سے تر جائیں۔ ان کا نام تیرتھ ہے +

مورتی پوجا کی ہرگز اجازت نہیں۔ بت پرست گنہگار ہیں۔ پتھر کی بت پرستی شریف لوگوں کے لیئے قطعی ممنوع ہے۔ سولہ خرابیاں ہیں +

خصوصیات پرمیشور دنیا کی علت مادی نہیں۔ بلکہ علت فاعلی ہے۔ نیستی سے ہستی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ جس کا وجود نہیں۔ اس کا ہست ہونا بالکل غیر ممکن ہے۔ پس پرکرتی۔ مادہ کی حالت اولین۔ جسے بیجان کائنات کی علت مادی کہنا چاہیئے۔ اور جیو (روح) اور پرمیشور

روح مادہ ازلی تینوں غیر پیدا شدہ ہیں۔ یہ تینوں اس عالم کے سبب یا علت ہیں۔ ان کی کوئی علت نہیں۔ پرمیشور اور جیو دونوں ذی شعور اور ان میں پرورش کرنا وغیرہ صفات یکساں ہیں۔ ان میں باہم محیط و محاط کا تعلق ہے اور باہم مانوس۔ ان تینوں کے صفت فعل اور عادات بھی ازلی ہیں۔ جیو اس کائنات میں پاپ اور پن کے پھل کو اچھی طرح بھوگتا ہے۔ اور پرماتما کرموں کے پھل کو نہیں بھوگتا۔ اور چاروں یعنی اندر باہر سب جگہ موجود ہے +

تناسخ (۲) پرمیشور نے بعض جیووں کو انسان کا جسم اور بعض جیووں کو شیر وغیرہ بیرحم جانوروں کا جسم اور بعض کو ہرن گائے وغیرہ حیوانوں کا اور بعض کو درخت وغیرہ اور

کیڑے مکوڑے پتنگ وغیرہ کے جنم دیئے ہیں" +

یہ اختلاف ان جیووں کے پچھلے جنم میں کئے ہوئے کرموں کے مطابق ہے۔ پس جیو تو سب یکساں ہیں۔ پاک اور پُن کی تاثیر سے ناپاک اور پاک اور مختلف قالبوں میں جنم پاتے ہیں +

عقدِ ثانی اور نیوگ

(۱) برہمن۔ کھتری۔ ویس۔ دونوں میں وہ عورت و مرد جن کی مجامعت ہو چکی ہو۔ ان کا مکرر بیاہ نہ ہو۔ (۲) بیاہی عورت مرد ایک خاوند اور ایک ہی عورت ملکر دس اولاد پیدا کر سکتے ہیں (۳) جب بیاہ کئے ہوئے مرد کو کوئی کنواری لڑکی اور بیوہ عورت کو کوئی کنوارہ مرد پسند نہ کریگا۔ تو مرد اور عورت کو نیوگ کرنیکی ضرورت ہوگی (۴) جب خاوند اولاد پیدا کرنیکے ناقابل ہو۔ تب اپنی عورت کو اجازت دے۔ کہ "اے نیکبخت اولاد کی خواہش کرنیوالی عورت تو مجھ سے علاوہ دوسرے کے ساتھ نیوگ کر کے اولاد پیدا کر لے۔ لیکن اس بیاہے عالی حوصلہ خاوند کی خدمت میں کمر بستہ رہے۔ ویسے ہی عورت بھی جب بیماری وغیرہ میں پھنس کر اولاد پیدا کرنیکے ناقابل ہو تب اپنے خاوند کو اجازت دے۔ کہ اے مالک آپ اولاد کی امید مجھ سے چھوڑ کر کسی دوسری بیوہ عورت سے نیوگ کر کے اولاد پیدا کیجیئے (۵) اگر بیاہا خاوند دھرم کی غرض سے غیر ملک میں گیا ہو تو بیاہی عورت ۸ برس۔ اگر علم و نیک نامی کے لیئے گیا ہو تو چھ برس اور دولت وغیرہ مقصد کے لیئے گیا ہو۔ تو تین برس تک انتظار کر کے پھر نیوگ کر کے اولاد پیدا کر لے۔ جب شادی شدہ خاوند آجائے۔ تب نیوگ شدہ خاوند سے قطع تعلق ہو جاوے۔ (۶) اگر مرد نہایت تکلیف دہندہ ہو۔ تو عورت کو چاہیئے کہ اس کو چھوڑ کر دوسرے مرد سے نیوگ کر کے اسی بیاہے خاوند کی وارث اولاد کر لے (۷) اگر حاملہ عورت سے ایک سال صُحبت نہ کرنیکے عرصہ میں مرد سے یا دائم المریض مرد کی عورت سے رہا نہ جاوے۔ تو کسی سے نیوگ کر کے اس کے لیئے اولاد پیدا کر دے۔ لیکن رنڈی بازی یا زناکاری کبھی نہ کریں +

عام دستور العمل زندگی انسانوں کو واجب ہے۔ کہ برہمچریہ آشرم کو پورا کرکے (برہمچریہ کے تین اقسام ہیں۔ ۲۴ سال تک ۴۴ سال تک ۴۸ سال تک جس سے ۴۰۰ سو سال عمر ہو سکتی ہے) گرہست میں داخل ہوں۔ اور اس کے بعد بان پرستھ اختیار کریں (جب گرہستی کے سر کے بال سفید اور بدن کی کھال ڈھیلی پڑ جائے۔ اور پوتا بھی ہو گیا ہو تب جنگل میں جا کر رہے۔ گاؤں کے کھانے پینے کا سامان اور پوشاک وغیرہ عمدہ چیزیں ترک کرکے عورت کو لڑکوں کے پاس چھوڑ یا اپنے ساتھ لیکر بن میں قیام کرے)

اس طرح جنگل میں عمر کے تیسرے حصے یعنی ۵۰ ویں سے ۷۵ ویں تک بان پرستھ رہ کر عمر کے چوتھے حصے میں تعلقات کو چھوڑ کر سنیاسی ہو جاوے۔

عام عقائد ۱۔ دھرم کی بنیاد چار چیزیں ہیں۔ وید۔ منو سمرتی۔ رشیوں کے تصنیف کئے ہوئے شاستر۔ نیک آدمیوں کے چلن۔ اور جس جس کام میں اپنا آتما خوش رہے۔

۲۔ جو شخص وید کے مطابق اہل کمال کی تصانیف کی بے وقری کرے۔ اسکو نیک لوگ ذات سے خارج کریں۔ جو شخص وید کی مذمت کرتا ہے۔ وہی ناستک (ملحد) کہلاتا ہے۔

۳۔ برہمن کے سولھویں کشتری کے بائیسویں۔ ویش کے چوبیسویں سال میں مونڈن ہونا چاہیئے یعنی اس رسم کے بعد صرف چوٹی رکھکر باقی داڑھی مونچھ اور سر کے بال ہمیشہ منڈواتے رہنا چاہیئے۔ اور کبھی نہ رکھنا چاہیئے۔ اگر ملک بہت سرد ہو۔ تو اپنی مرضی ہے کہ جتنے چاہے بال رکھے۔ اگر بہت گرم ملک ہو۔ تو چوٹی سمیت سب کٹوا دینا چاہئیں۔

۴۔ آریہ ورت میں غیر ملک والوں کے تسلط ہونیکے باعث پھوٹ وغیرہ ہیں۔

۵۔ سب انسانوں کو واجب ہے کہ کسی کا پس خوردہ نہ کھائیں حتیٰ کہ عورت مرد بھی ایک دوسرے کا۔

(۶) دنیا کے کل علوم کا منبع آریہ ورت ہی ہے۔ توپ وغیرہ بندوق سب اس زمانہ میں تھے

(۷) مرے ہوؤں کا شرادھ و ترپن کرنا من مانی گھڑنت ہے۔ فقط

سُلَّمُ الوُصُولِ اِلیٰ اَسْرار اسراءِ الرَّسول

مصنّفہ مولوی محمد ابراہیم سیالکوٹی

پر ریویو

گذشتہ سے پیوستہ

چوتھی دلیل معراج نبوی کے بجسدہ العنصری ہونے کی تائید میں مولوی ابراہیم صاحب نے پیش کی ہے۔ کہ "قرآن کریم میں لیلاً مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الاَقْصٰے وارد ہے۔ اور جملہ کتب نحو میں مصرح ہے۔ کہ من ابتدا کے لیئے آتا ہے۔ اور الیٰ انتہا غایت کے لیئے پس جب اس سیر کی ابتدا اور انتہا ذکر کی تو قول بالکشف باطل ہو اور صاف ظاہر ہوگیا۔ کہ یہ سیر بصورتِ انتقال من مکان الیٰ مکان آخر تھا۔ کیونکہ حالت کشفیہ کے ذکر میں ابتدا اور انتہا سے بحث نہیں کیجاتی۔ بلکہ صرف شئ مکشوف کا ذکر ضروری ہوتا ہے۔ اور بس +

از ریویو نگار۔ مولوی صاحب کی اس تحریر کا مطلب یہ ہے۔ کہ چونکہ ابتدا و انتہا کا ذکر صرف اُسی سیر کیساتھ ہو سکتا ہے۔ جو بجسد عنصری ہو۔ اسلئے آیۃ کریمہ مذکورہ بالا میں من اور الیٰ کے آنے سے ثابت ہوگیا۔ کہ معراج نبوی بجسد عنصری تھا۔ مگر مولوی صاحب کا یہ دعویٰ محض تحکّم ہے کیونکہ انھوں نے کوئی دلیل قوی یا ضعیف ایسی پیش نہیں کی۔ جس سے من اور الیٰ کا ذکر مثالی جسم کیساتھ ہونا ممنوع ثابت ہوتا ہو۔ میں اس مضمون میں کئی بار عرض کر چکا ہوں۔ کہ اہل اللہ کو مثالی جسم کے ساتھ بھی سیر کا موقعہ حاصل ہوتا ہے۔ اور یہ امر ظاہر ہے۔ کہ مثالی جسم کے ساتھ جو سیر ہو۔

اس کے ساتھ بھی من اور انی کا ذکر صحیح طور پر کیا جاسکتا ہے۔ لہٰذا مولوی صاحب کا یہ استدلال بھی ناقص ہے۔ اور اس سے انکا دعوےٰ ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ رہا یہ امر کہ مثالی جسم کے ساتھ جو سیر ہو۔ اس کا نام کشف ہے یا کیا ہے سو اسکی نسبت مولوی صاحب کو اختیار ہے کہ وہ اپنی اصطلاح کے موافق اسکا جو نام چاہیں تجویز کرلیں۔ مگر اصطلاح قوم میں چونکہ ایسی سیر پر وحی الہام یا خواب کا اطلاق نہیں ہوتا۔ اسلیئے ہمارے نزدیک یہ سیر کشف میں ہی داخل ہے۔ میں اس موقعہ پر افادۃً للناظرین کشفی سیر کے دو نمونے کتاب حیات ولی یعنی سوانحعمری حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی سے نقل کرتا ہوں شیخ عبدالرحیم صاحب محدث دہلوی کے متعلق اس کتاب میں لکہا ہے +

"ایکدفعہ **محمد فاضل** نے اپنے فرزند رشید کو اجمیر بھیجنا چاہا۔ لیکن چونکہ سفر دور دراز اور خطرناک تھا۔ اسلیئے خود بھی اسکے ہمراہ جانے کا قصد کیا جب شیخ سے رخصت ہونے لگا۔ تو آپ نے فرمایا۔ تمہارے جانیکی چنداں ضرورت نہیں۔ لڑکا بخیر و عافیت واپس آجائیگا۔ اور رستہ میں کسی طرح کی زحمت وتکلیف نہ پہنچیگی۔ البتہ اجمیر سے لوٹتے وقت دو منزل کے فاصلہ پر وہاں کے ڈاکو قافلہ کو لوٹینگے۔ لیکن تم مطمئن رہو۔ اس کی مال وجان کی حفاظت ہمارے ذمہ ہے۔ ہاں لڑکے سے اتنا کہدو۔ کہ اُسوقت اپنی سواری کو یکسُو کرے۔ جبکہ ڈاکو حملہ آور ہوں۔ شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ جب وہ وقت پہنچا تو شیخصاحب متوجہ ہوئے۔ اور اس توجہ میں حزن وملال کے آثار آپ کے چہرے سے ظاہر ہوئے۔ لوگوں نے اسکا سبب دریافت کیا۔ تو فرمایا۔ مسافت چند روزہ طے کرنے کے سبب سے کچھ ماندگی عارض ہوگئی ہے۔ چنانچہ جب **محمد فاضل** کا لڑکا وطن کو واپس آیا۔ تو اس نے بیان کیا۔ کہ اجمیر سے لوٹتے وقت دو منزل کے فاصلہ پر ڈاکوؤں نے حملہ کیا۔ ہمنے اپنی سواری رستہ سے یکطرف کرلی۔ اسی اثنا میں جناب شیخصاحب کی صورت مبارک حاضر ہوئی۔ ڈاکوؤں نے اگرچہ بڑی بیدردی اور ظلم

سے تمام قافلہ کو لوٹ کھسوٹ کر ننگا کردیا۔ لیکن ہماری سواری ان کی دستبُرد اور غارت سے بالکل محفوظ رہی۔" حیات ولی صفحہ ۱۵۴-۱۵۵

پھر اسی کتاب میں بہ ضمن حالات شیخ ابو الرضا محمد صاحب لکھا ہے۔

"شیخ مظفر رہتکی کہتے ہیں۔ کہ ورگ داس کے واقعہ میں جب رہتک میں فتنہ وفساد شروع ہُوا۔ اور اس کے تمام اطراف واضلاع تاراج کرڈالے گئے۔ تو میں اپنے قبائل وعشایر کو ساتھ لیکر دہلی میں آنے لگا۔ اسوقت تمام دہقانی درندوں کی طرح آدمیوں کے خون کے پیاسے تھے۔ اور وحشیوں جیسے لوگوں پر حملہ آور ہوتے تھے۔ میرے ساتھ باوجود کثرت قبائل اور مستورات کے اسباب واقمشہ کے بہت سے بوجھ تھے۔ جنہیں میں اسوقت وبالِ جان سمجھتا تھا۔ لیکن فضلِ خدا سے ہم تمام راہ میں محفوظ رہے۔ اور امن وامان کیساتھ وہ دشوار گذار اور سنگلاخ گھاٹیاں طے کرچکے۔ مگر ایک مقام پر دہقانیوں کا ایک وحشی غول ہمارا مزاحم ہُوا۔ اور غارتگری کے ارادہ سے ہماری طرف بڑھا۔ میں نے نہایت جرأت کیساتھ ترکش سے تیر کھینچکر کمان پر رکھا۔ اور بڑی چیرہ دستی کے ساتھ ان پر حملہ کیا۔ دہقانیوں کا غول فوراً منتشر ہوگیا۔ اور سب مرعوب وخوف زدہ ہوکر خیموں اور چھپروں کے پیچھے جا چھپے۔ مجھے تعجب تھا۔ کہ باوجود اس کثرت کے ان کو اس درجہ مرعوب ہونے اور خوف کھاکر چھپنے کی کیا وجہ ہے۔ لیکن جب شیخ (ابو الرضا محمد صاحب) کی خدمت میں حاضر ہُوا تو یہ عقدہ تمام وکمال حل ہُوا۔ شیخ نے نہایت خندہ پیشانی سے ملاقات کی۔ اور فرمایا شیخ مظفرؔ! ہم اس سفر میں تمہارے ساتھ تھے۔ اور منزل بمنزل تمہاری حفاظت ونگرانی کرتے چلے آتے تھے کیا تم نے نہیں دیکھا۔ کہ جب دہقانیوں نے تم پر حملہ کرنا چاہا۔ اور تم بالکل تنہا تھے۔ اور اسوجہ سے ان کی تاب مقاومت نہ رکھتے تھے۔ ہم نے انہیں متفرق اور پریشان کردیا۔ اور وہ مرعوب ہوکر جھونپڑیوں کے پیچھے جا چھپے۔" حیات ولی صفحہ ۱۸۷-۱۸۸

اب مولوی ابراہیم صاحب ان دونوں روایتوں کو بغور ملاحظہ کرکے براہ مہربانی

بیان فرمائیں۔ کہ شیخ عبدالرحیم صاحب اور شیخ ابو الرضا محمد صاحب کا سیر و سیاحت محوّلہ بالا جسم خاکی کیساتھ تھی۔ یا جسم مثالی کے ساتھ اور یہ سفر جو دونوں بزرگوں کو منزل بمنزل ایک مقام سے دوسرے مقام تک طے کرنا پڑا۔ وہ بصورت انتقال من مکان الیٰ مکان آخر تھا۔ یا کچھ اور۔ اور اسکے متعلق من اور الیٰ کا استعمال جائز ہے۔ یا ناجائز۔ اور پھر اس سیر و سیاحت کا نام وحی و الہام اور خواب ہے یا کشف؟

اخیر پر مولوی صاحب یہ وہم پیش کرتے ہیں۔ کہ جب کفار مکہ نے بعض علامات بیت المقدس کی نسبت آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلّم سے سوالات کئے۔ تو آپ کو نہایت غم اور قلق ہوُا۔ اگر آپ کا دعویٰ سیر کشفی یا روحانی و مثالی کا تھا۔ تو اس گھبراہٹ کی کیا وجہ تھی۔ آپ نہایت آسانی سے کہہ سکتے تھے۔ کہ میرا دعویٰ سیر جسمانی کا تو نہیں۔ کہ علامات کا بتانا ضروری ہو۔ اس سے ثابت ہوُا۔ کہ معراج جسمانی تھا۔ مولوی صاحب کے وہم کا ازالہ اس طرح ہو جاتا ہے۔ کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کو بیداری میں مثالی جسم کے ساتھ سیر کا دعویٰ تھا۔ اور اس قسم کی کشفی سیر خصوصاً معراجی سیر بیداری کی معمولی سیر سے بھی زیادہ قوت رکھتی ہے۔ پس ایسی حالت میں آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلّم اگر بھول جانیکی وجہ سے بعض علامات بیت المقدس کے متعلق کفار مکہ کے سوالات کا جواب نہ دے سکتے۔ تو پھر تکذیب کے لئے جائز طور پر انہیں ایک موقعہ ہاتھ آتا تھا۔ اسلیئے آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت کرب و اضطراب پیدا ہوُا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلّم پر دوبارہ کشفی حالت طاری کرکے آپ کا وہ کرب و اضطراب فوراً رفع کردیا۔ چنانچہ آپ نے بیت المقدس کو کشفی نظر سے دیکھکر کفار مکّہ کے تمام سوالات کے جواب دیدیئے۔ اور ان پر اتمام حجت ہو گیا۔ پس ان واقعات میں کوئی بات ایسی نہیں جس سے معراج نبوی کا بجسد عنصری ہونا ثابت ہوتا ہو۔

مولوی صاحب کا یہ خیال کہ اگر آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ روحانی یا منامی معراج کا ہوتا۔ تو کفار مکہ اعتراض نہ کرتے۔ شاید صحیح ہو۔ اور کفار مکہ نے منامی یا

روحانی طور پر اپنے دلی خیال سے مولوی صاحب کو مطلع کردیا ہو۔ اسلیئے ہم اس امر پر کچھ بحث کرنا نہیں چاہتے۔ مگر ہم یہ بات ماں لینے کے لیئے تیار نہیں۔ کہ مکہ کے ان پڑھ اور اُجڈ کافر لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کی زبان سے کشفی سیر کا دعویٰ سن کر بھی اعتراض نہ کرتے۔ کیونکہ کشفی سیر سے جب بڑے عالم فاضل مولوی ابراہیم صاحب ہی منکر ہیں۔ تو کفار مکہ تو باعتبار علم و فضل ان سے بہت کمتر تھے۔ پھر بھلا وہ کس طرح چپ رہ سکتے تھے۔ علاوہ بریں کسی کو صاحبِ کشف صحیح مان لینا اُسے راستباز تسلیم کر لینا ہے۔ اگر کفار مکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی راست بیانی پر ایمان لے آتے۔ تو پھر وہ کفر پر قائم کیوں رہتے۔ اسلیئے مولوی صاحب کا یہ خیال بھی بالکل کچّا خیال ہے*

آگے چل کر مولوی صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ کہ

"اس سیر کے لئے سواری براق جو صحیح بخاری سے ثابت ہے۔ نیز اس امر کی مؤید قوی ہے۔ کہ یہ سیر آپکو جسم مبارک کے ساتھ کرایا گیا تھا۔ کیونکہ سواری کی حاجت جسم کو ہوتی ہے۔ نہ کہ روح کو کیونکہ روح ایک ایسی لطیف شے ہے۔ کہ اپنی حرکت کے لیئے کسی سواری وغیرہ کی محتاج نہیں ہوتی" صفحہ ۱۵

جواب اس کا یہ ہے۔ کہ ؎

خشت اوّل چوں نہد معمار کج * تا ثریا مے رود دیوار کج ؂

مولوی صاحب چونکہ غلط فہمی سے لفظ جسم کو صرف خاکی جسم میں محدود مانتے ہیں۔ اسلیئے جہاں کہیں جسم مثالی کا ذکر ہوتا ہے۔ وہاں بھی جسم خاکی کا ہی ذکر جانتے ہیں۔ اس موقعہ

---

* محتاج ہونا الگ بات ہے۔ اور سواری پر سیر الگ امر ہے۔ کیا لوگوں کو خواب نہیں آتے۔ کہ وہ گھوڑے پر سوار ہو کر خواب میں کسی جگہ گئے۔ حالانکہ یہ جسم خاکی تو چارپائی پر پڑا سوتا ہے۔ پھر براق کا تمثّل اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ حضور عالی قوت بہیمیہ پر پورے طور سے غالب ہیں چنانچہ یہ نکتہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے۔ ۱۲

پر بھی وہی غلط فہمی مولوی صاحب کی لغزش کا موجب ہو رہی ہے۔ ہم بارہا لکھ چکے ہیں۔ کہ احمدی حضرات معراج کو نہ خواب کا واقعہ جانتے ہیں۔ نہ صرف روحی مانتے ہیں۔ اِس لیئے مولوی صاحب کا اعتراض احمدیوں پر وارد نہیں ہوتا۔ یہ سچ بات ہے۔ کہ سواری کی حاجت جسم کو ہوتی ہے۔ نہ کہ روح کو۔ مگر جسم صرف خاکی نہیں ہوتا۔ بلکہ مثالی بھی ہوتا ہے۔ اور روح جب مثالی جسم سے متعلق ہو۔ تو اسوقت براق پر سوار ہو سکتا ہے۔ اسلیئے براق کی سواری سے معراج کا بجسد عنصری ہونا لازم نہیں آتا۔ لہذا مولوی صاحب کی دلیل ناقص ہے۔ اور اس سے معراج نبوی کا بجسد عنصری ہونا ہرگز ثابت نہیں۔

مولوی صاحب کے استدلال کا بڑا اور اہم حصہ جو آیۃ کریمہ سبحان الذی اسری بعبدہٖ پر مبنی تھا۔ یہاں ختم ہوا۔ اسکے بعد مولوی صاحب نے جو اور تائیدی مسائل پیش کئے ہیں۔ ان پر ہم علٰحدہ مضمون میں بحث کرینگے۔ (باقی آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ)

(سید صادق حسینؑ مختار عدالت اٹاوہ)

نکاتِ قرآنیہ

مقتبسہ از انوار فیوضاتِ علامہؐ نور الدین ایدہ اللہ

مطاعن کی راہ بڑی خطرناک ہے۔

دنیا کی تاریخ خوب غور سے پڑھو۔ جس قوم نے مطاعن کی راہ اختیار کی ہے۔ وہ کبھی کامیاب نہیں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں چار مختلف مقامات پر خلافت کا ذکر کیا ہے۔ چاروں جگہ امر خلافت کو اپنے قبضۂ قدرت میں بتایا ہے۔ اور اس کی نسبت اپنی طرف فرمائی ہے۔ جس سے معلوم ہوا۔ کہ خلیفہ خدا کے بنانے سے بنتا ہے۔ اس میں مخلوق کا کوئی احسان اس خلیفہ پر نہیں ہوتا۔

سب سے پہلے آدم کے بارے میں فرمایا۔ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً

دوم۔ داؤد کی نسبت ارشاد کیا۔ یا داؤد انا جعلناك خلیفة فی الارض

سوم۔ تمام انسانوں کو فرمایا۔ ثم جعلنا کم خلائف فی الارض من بعدهم لننظر کیف تعملون

چہارم۔ امت محمدیہ کے صالح الاعمال کامل الایمان لوگوں کو بشارت دی۔ لیستخلفنهم فی الارض کما استخلف الذین من قبلهم۔ ان چاروں میں خلافت کی نسبت اپنی طرف فرمائی ہے۔ حضرت آدم پر لوگوں نے مطاعن کئے۔ اتجعل فیها من یفسد فیها ویسفك الدماء کہنے والے نیک نیت تھے۔ اسلئے سبحانك لا علم لنا الا ما علمتنا کہکر انہوں نے اپنے قول کو واپس لے لیا۔ مگر ابلیس نے جو راہ اختیار کی وہ خطرناک تھی اسلئے ہلاک ہوا۔ اور اس نے اپنی مساعی کا نتیجہ پایا۔ تو یہ وان علیك لعنتی الی یوم الدین۔ کہ تجھ پر جزا و سزا کے روز تک لعنت۔

پھر حضرت داؤد خلیفۃ اللہ کا مقابلہ بعض ناعاقبت اندیشوں نے کرنا چاہا۔ یہانتک

کہ وہ دیواریں پھاند کر ان کے قلعہ میں گھس آئے۔ مگر چونکہ اللہ تعالیٰ جن کو خلعت خلافت سے سرفراز فرماتا ہے۔ اُن کو ایک خاص رعب و داب بھی دیتا ہے۔ اسلئے وہ داخل ہوتے ہی ایسے گھبرائے۔ کہ سوائے ایک جھوٹا قصہ تراشنے کے کچھ بن نہ آیا۔

چنانچہ قرآن مجید میں ذکر آیا۔ وھل اتٰىك نبؤا الخصم اذ تسوروا المحراب اِذ دخلوا علیٰ داوٗد ففزع منھم قالوا لا تخف خصمٰن بغیٰ بعضنا علیٰ بعض (اور کیا ان دشمنوں کی خبر پہنچی۔ جب وہ محراب میں دیوار کود کر آئے۔ جب داوٗدؑ پر داخل ہوئے تو وہ ان سے ڈرا۔ انھوں نے کہا نہ ڈر۔ دو دشمن ہیں زیادتی کی ہے۔ ایک نے دوسرے پر) آخر یہ دشمن بھی لعنتی ہی بنے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لعن الذی کفروا من بنی اسرائیل علےٰ لسان داوٗد و عیسٰے ابن مریم۔ ذٰلك بما عصوا وّ کانوا یعتدون (لعنتی ہوئے وہ جنہوں نے کفر کیا۔ بنی اسرائیل سے داوٗد اور عیسٰی بن مریم کی زبان پر یہ اسلئے کہ انہوں نے سرکشی کی۔ اور حد سے بڑھتے تھے۔

پھر حضرت ابوبکرؓ کی مخالفت میں لوگ اٹھے۔ زکوٰۃ سے اکثر حصہ لوگوں کا منکر ہوگیا اور فتنہ یہانتک بڑھا۔ کہ سوائے جواثہ مکہ اور مدینہ کے کسی جگہ نڈر ہو کر لوگ باجماعت نماز نہ پڑھ سکتے تھے۔ ایسی نازک حالت میں بھی آپ نے ہمت نہ ہاری نہ گھبراہٹ۔ اسامہؓ کو بیس ہزار فوج دیکر شام کی حدود پر بھیجدیا۔ اور باوجودیکہ مدبرانِ ملک مثل حضرت عمرؓ وغیرہ مانع ہوئے۔ ان سب کا مقابلہ کیا۔ آخر سب ناکام رہے۔ پھر شیعہ قوم ان خلفاء راشدین مھدیین پر مطاعن کرتی ہے۔ مگر اس معاملہ میں کبھی ان کو کامیابی نہیں ہوئی۔ نہ ہوگی۔

چوتھے خلفاء جو ہم تم سب ہیں۔ یہ بھی خدا کے اختیار میں ہے کیونکہ کوئی شخص اس بات پر قادر نہیں۔ کہ ضرور اسکے لڑکا ہی پیدا ہو۔ پھر وہ زندہ بھی رہے۔ پھر زندہ رہکر اس قابل بھی ہو۔ کہ اپنے باپ دادا کا خلیفہ بن سکے۔ ہزاروں ہیں۔ جو اپنے دشمنوں کے علیٰ

رغم انف جیتے ہیں۔ اور اپنے آباؤ و اجداد کے وارث ہیں۔

سچّا علم کونسا علم ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء اللہ تعالیٰ کی خشیّت رکھنے والے ہیں۔ تو اسکے بندوں سے عالم لوگ۔ گویا سچّے علم کی پہچان یہ ہے۔ کہ اس کے صاحب کا قلب خشیۃ اللہ سے لبریز رہتا ہے۔ بڑا تعجب ہے۔ کہ اس زمانے میں لوگ جوں جوں زیادہ پڑھتے ہیں۔ تو ان کے دِل سے خشیت الٰہی نکلجاتی ہے۔ یہانتک کہ جو سب سے بڑا عالم ہونے کا مدعی ہو۔ وہ سب سے بڑا اللہ سے نڈر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے حال پر رحم فرماوے۔ انہیں اپنے جناب سے وہ علوم دے۔ جن کے پڑھنے سے خشیت الٰہی اِن میں آئے۔

حضرت سلیمانؑ کے متعلّق

آپ کے متعلق شریر لوگوں نے یہ قصّے مشہور کر رکھے ہیں۔ کہ ان کی بیوی مشرکہ تھی۔ اور ایک انگوٹھی کے زور سے سب حکومت کرتے تھے۔ جب وہ گم ہوگئی۔ تو سلطنت بھی چھن گئی۔ اور ایک دیوان کی شکل پر ہو کر اس ملک پر متصرف و قابض ہوا۔ وغیر ذلک من المزخرفات۔ جن کی نقل بھی ایک مومن کی غیرت گوارا نہیں کرسکتی۔ اللہ تعالیٰ نے ان سب مطاعن کی تردید کے لیئے یہ بیان مفصّل کیا۔ اور بتایا۔ کہ ان کی بیوی تو مسلمان تھی۔ چنانچہ وہ خود کہتی ہے واوتینا العلم من قبلھا وکنا مسلمین اور پھر کہا۔ واسلمت مع سلیمٰن للہ رب العالمین۔

۲۔ آپ کے لشکر میں تین قسم کے آدمی تھے۔ شریر جو آپ نے اپنے قابو میں کر رکھے تھے ان کو جنّ فرمایا۔ دوسرے وں سے اُنس رکھنے والے اچھے لوگ ان کو انس فرمایا۔ ایسے ہی جو ایک طرف خالق سے تعلق رکھیں۔ دوسری طرف مخلوق کے نفع رساں۔ فاتح۔ ان کو طیر فرمایا۔ اور عربی میں یہ محاورہ کثرت سے پایا جاتا ہے۔

۳۔ آپ کا ایک چڑیا خانہ بھی تھا۔ ایک بات سے دوسری بات بھی یاد آجاتی ہے۔ ہدہد جانور کو دیکھا۔ تو ہدہد اپنا ملازم بھی یاد آگیا۔ اسکے ذوالعقول ہونیکے ثبوت میں من الغائبین

پیش کیا جا سکتا ہے۔ کہ جمع ذوی العقول کے لئے ہے۔ ورنہ من الغائبات فرماتا۔ کاذ بحنہ سے بھی دھوکہ نہ لگے۔ کہ یذبحون ابناءھم بمعنی قتل قرآن مجید میں دوسرے مقام پر آچکا ہے +

۴۔ نمل ایک قوم ہے۔ چنانچہ لغت کی کتاب میں ہے۔ برکۃ من میاہ نملہ۔ وہاں کے لوگ پہاڑ سے سونا جمع کرنیوالے تھے۔ جانوروں کے نام پر کئی قوموں کے نام ہوتے ہیں۔ پنجاب میں بھی پائے جاتے ہیں۔

نملہ کی اس بات پر کہ یا ایھا النمل ادخلوا مساکنکم لا یحطمنکم سلیمٰن وجنودہ وھم لا یشعرون۔ ایک نکتہ معرفت ہے جو روافض کے لئے خصوصیت سے سبق آموز ہے کہ باوجود قرائن قویہ کے نملہ نے اصحاب سلیمان پر بدظنی نہیں کی۔ اور ان کو ظالم نہیں کہا بلکہ وھم لا یشعرون سے اپنا حسن ظن جتا دیا۔ وائے افسوس برحال شیعہ کہ وہ اصحاب سیّدنا محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ظالم کہنے کی جرأت کرتے ہیں۔ اور خدا سے نہیں ڈرتے۔

۵۔ زمانے نے بہت ترقی کی ہے۔ اور آجکل کی تہذیب کو انسانی ترقیات کا انتہائی زینہ قرار دیا جاتا ہے۔ اور جن باتوں پر ناز ہے۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ خطوط میں نے سروپا طول طویل القاب نہیں۔ مشکل ترکیبیں نہیں۔ جن کے مبتدا کی خبر دوسرے چوتھے ورق پر جا نکلتی ہو۔ مگر دیکھو قرآن مجید نے تیرہ سو برس پہلے ایک خط کا نمونہ دیا۔ جو کئی سو برس پہلے کا ہے۔ اور حقیقی مہذب گروہ کے ایک ممبر کا لکھا ہوا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ انّہ من سلیمان و انہ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝ الا تعلوا علیّ و اتونی مسلمین۔ اس سے زیادہ مختصر نویسی پھر جامع مانع کلمات اور عمدہ طرز تحریر کیا ہو سکتی ہے اس نمونے پر حضرت نبی کریم صلعم کے خطوط ہیں۔ جو معتبر روایات سے ثابت ہیں۔ بلکہ بعض کے اصل بھی مل گئے ہیں۔

۶۔ آداب شاہی کا لحاظ بہت ضروری ہے۔ دیکھیے جب حضرت موسیٰ کو تبلیغ کا حکم ہوا

تو فرعون کے بارے میں فرمایا۔ فقولا لہ قولا لینا لعلہ یتذکر او یخشی۔ کہ اس کے ساتھ نرمی سے گفتگو کرنا۔ تاکہ وہ نصیحت پکڑے۔ یا ڈر جائے۔

اس طرح جناب سلیمان ہدہد کو حکم دیتے ہیں۔ کہ خط ادب کے ساتھ آگے رکھ دینا۔ قرآن کے الفاظ یہ ہیں۔ اذھب بکتابی ھذا فالقہ الیھم ثم تول عنھم فانظر ماذا یرجعون۔ یہ خط لے جاؤ۔ انکے آگے رکھدو۔ پھر ہٹ کر اپنے مقام پر بیٹھ جاؤ۔ اور انتظار کرو کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں۔

ابلیس اور شیطان میں کیا فرق ہے؟

ابلیس اور شیطان کی اصل جنّ ہے۔ اور ان دونوں میں فرق یہ ہے۔ کہ جو چیز اپنی ذات میں بری اور پر ضرر ہو۔ وہ تو ابلیس ہے۔ اور جس چیز کا ضرر متعدی ہو۔ دوسروں کو بھی دکھ پہنچائے۔ تو وہ شیطان ہے۔ چنانچہ پارہ اول رکوع ۴ میں فرماتا ہے۔ فسجدوا الا ابلیس ابیٰ واستکبر وکان من الکفرین۔ جب تک اس میں انکار و استکبار تھا۔ وہ ابلیس تھا۔ لیکن جب اسکا ضرر متعدی ہوا۔ اور فازلھما الشیطٰن عنھا اسکی شان ہوئی۔ دوسروں کو بہکانے لگا۔ تو پھر اسے شیطان فرمایا۔ سارے قرآن مجید میں خوب غور کرکے دیکھ لو۔ جہاں جہاں ابلیس آیا ہے وہاں اس کا ضرر اپنی ذات میں ہے۔ اور جہاں اس کا ضرر دوسروں تک پہنچا۔ تو نام شیطان ہے۔ احادیث سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ شیطان کا لفظ بہت وسیع ہے۔ آپ صلعم نے ایک باز کو کبوتری کے پیچھے جاتا دیکھکر فرمایا۔ شیطان یتبع شیطانۃً۔ النسآء حبائل الشیطان۔ غرض ظلمت کے مظاہر شیاطین ہیں اور نور کے مظاہر ملائکہ۔

منطق الطیر

یہ علم سنسکرت میں بسنتراج۔ عبرانی میں وبرہا عرف اور یونانی میں ارنی سوبوچیا کہلاتا ہے۔ جو لوگ مرغیاں پالتے ہیں۔ وہ بھی ذرا غور کریں۔ تو ان کو معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ جب مرغی نے انڈا دینا ہو۔ تو اس کی آواز کیا ہوتی ہے۔ جب دے چکے

تو کیا ہے جب بچوں کیساتھ چلے تو کیا۔ جب کوئی خطرہ پیش آئے۔ تو کیا۔ جب بھوک لگے۔ تو کیا۔ وغیرہ ذلک۔

روپیہ بت ہے

اس زمانہ میں سب سے بڑا بت لوگوں کے لیے جس کے لیے خدا تک کو بھی چھوڑ دیا گیا ہے۔ اور آخرت کی مطلق پروا نہیں۔ روپیہ ہے۔ اللہ تعالےٰ نے یہ سمجھانے کے لیے کہ اس زمانہ کی بت پرستی یہی ہے۔ جس سے موحد مومن کو بچنا چاہئے۔ اس پر بُت کا نشان ہونیکا سامان کر دیا۔ تا کہ تصویری زبان میں ہر وقت ان کو متنبہ کرتا رہے۔ کہ دیکھو میں بت ہوں۔ ایسا نہ ہو۔ کہ میرے لئے اپنے حقیقی مالک و محسن و معبود کو بھول جاؤ۔ پائی سے لیکر اکنی۔ دوّنی۔ روپے اور پھر پونڈ تک بُت ہے۔ تاکہ بت پرستی کا مشعر ہو۔ اور اسکے حصول کے لیئے لوگ خدا کی نافرمانیاں کرنیکی جرأت نہ کریں۔ اور اس میں ایسے منہمک نہ ہوں۔ کہ خدا ہی بھول جائے۔

دنیا سے بدی مٹانے کی فکر میں رہو

جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کا علم دیا ہے۔ اور وہ سچے فرمانبردار ہیں۔ انکا نشان یہ بتایا۔ کہ وہ دنیا سے بدی مٹانے اور اس کی جگہ نیکی کو قائم کرنیکی فکر میں ہر وقت لگے رہتے ہیں۔ اور یہ تڑپ انکے دل میں ہر وقت لگی رہتی ہے۔ کہ یہ بدی کیوں نہیں گھٹتی۔ اور اس کی بجائے یہ نیکی کیوں نہیں بڑھتی۔ وہ اپنے مولیٰ کے حضور تڑپ تڑپ کر دعائیں مانگتے ہیں جب پھر بھی کامیابی نہیں ہوتی۔ تو وہ استغفار اور لاحول پڑھتے ہیں۔ تا دعا کی قبولیت میں جو روکیں بوجہ اپنی خطاکاری اور کمزوری کے پیدا ہو گئی ہیں۔ وہ دور ہوں جب پھر بھی ان کا مقصود کلّی پورا نہیں ہوتا۔ تو پھر بھی وہ ہمت نہیں ہارتے۔ بلکہ اپنے مولیٰ ہی کی جناب میں گڑگڑاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ اے مرے پیارے خدا نہ توفیق دعا ملتی ہے۔ نہ توفیق لاحول۔ تو خود ہی رحم کر۔ اور کوئی راہ نکال۔ پھر اسی پر بس نہیں کر دیتے ہیں۔ بلکہ کچھ بقدر وسعت خدا کی راہ میں دیتے ہیں۔ تا ان کے حق میں کوئی دعا

کسی دردمند دل اور پاک زبان سے نکلجائے۔ اور تیر نشانے پر بیٹھے۔ پھر بھی جب وہ بری کو دیکھتے ہیں۔ تو اس سے منہ پھیر لیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں ہم تم سے نفرت کرتے ہیں۔ ہمیں ایسے جاہلوں سے کوئی تعلق نہیں۔ اسکے بعد وہ رضا بہ قضا ہوتے ہیں۔ یہ تمام مضمون اس آیت میں ہے۔ وَیَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَۃِ السَّیِّئَۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْہُ وَقَالُوْا لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَکُمْ اَعْمَالُکُمْ سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ لَا نَبْتَغِی الْجٰھِلِیْنَ

اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ مَھْجُوْرًا

کسی کے نام اسکے دوست کی چھٹی آجائے۔ یا کسی حاکم کا پروانہ۔ تو وہ شخص خواہ خواندہ ہو۔ یا ناخواندہ۔ سب کام چھوڑ چھاڑ کر پہلے اسے پڑھا کر سنتا ہے۔ اور پھر اس پر عمل کرتا ہے۔ تجارتی معاملات میں بعض اوقات ایک ایک چھٹی کی اتنی قدر ہوتی ہے۔ کہ اسکے سب سے پہلے حاصل کرنیکے لیے کئی سو روپے خرچ کردیتے ہیں۔ پھر باوجود کئی خطرات کے۔ مثلاً ممکن ہے۔ جس جگہ سے مال کی زیادہ بکری کی خبر آئی ہے۔ وہاں کوئی اور سوداگر پہنچ گیا ہو۔ یا رستے میں اس کا مال ہی ضایع ہو جائے۔ وہ اس مقام پر خود یا اپنا مال پہنچانے کی کوشش کرتا ہے۔ مگر کسقدر تعجب کی بات ہے۔ کہ حسن و احسان کے سرچشمے۔ احکم الحاکمین۔ ارحم الراحمین کی چھٹی ہو۔ اور چھٹی رساں حضرت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سا جلیل القدر خاتم کمالات نبوت خاتم کمالات انسانیت انسان ہو۔ اور پھر ایک مسلمان اس کی پروا نہ کرے۔ قرآن مجید ان میں ہو۔ مگر محض اسلیئے کہ گھر کے طاقچے میں پڑا رہے۔ اور نیچے سے وبا کے دنوں میں مال مویشی گزار دیں۔ یا اسکی کوئی آیت لکھ کر گھول کر کسی بیمار کو پلادیں۔ عدالت میں جھوٹا حلف اٹھانا ہو۔ تو اسے ہاتھ میں لے لیں۔ اور اسے یاد کریں۔ تو محض اسلئے کہ رمضان شریف میں تراویح میں سنائینگے۔ تو چند روپے ملجائینگے۔ یا حافظ کہلائینگے تو کابل میں محصول سے بچ جائینگے۔ افسوس ہے۔ ان خیالات کے لوگوں پر۔ کہ وہ ملازمت کے حصول کے لئے کسقدر تکالیف اپنے اوپر اٹھاتے ہیں۔ چودہ برس تک

بی۔اے۔ ایم۔اے بننے کے واسطے پڑھتے ہیں۔ مدرسہ کی فیسوں اور دیگر اخراجات میں گھر کا اثاثہ تک بک جاتا ہے۔ پھر یہ بھی یقین نہیں۔ کہ پاس ہونگے یا فیل۔ اور پاس ہو کر ملازمت ملیگی یا نہیں ہ لیکن نہیں پڑھتے تو قرآن مجید۔ نہیں سمجھتے تو قرآن مجید نہیں عمل کرتے تو قرآن مجید پر۔ جس کے پڑھنے۔ سمجھنے اور جس پر عمل کرنے سے یقیناً یقیناً دنیا و آخرت میں سکھ اور آرام کی زندگی ملتی ہے۔ اور بیشمار نمونے موجود ہیں۔ جنہوں نے قرآن پر عمل کر کے دنیا کی سلطنتیں بھی پائیں۔ اور آخرت میں اپنا گھر جنت الفردوس بنایا۔ مبارک وہ جو اس دردمند دل کی تقریر کو پڑھکر قرآن مجید کی طرف توجہ کرے۔

حقوق نسواں ہندوستان میں بالخصوص عورتوں کی ایسی بے قدری ہے۔ کہ جیسے گالی دینی ہو۔ اُسے کہتے ہیں۔ سُسر یا سالا گویا لڑکی تو درکنار۔ لڑکی کا باپ۔ لڑکی کی ماں۔ لڑکی کا بھائی بھی مجرم ہیں۔ اور دنیا میں بدترین انسان ہیں۔ کیسے خبیث باطن ہیں۔ جب اپنی بی بی پر ناراض ہوتے ہیں۔ تو اسے کہتے ہیں۔ اپنے باپ کے گھر سے کیا لائی تھی۔ گویا باپ کا جہاں یہ فرض ہے۔ کہ اپنی لڑکی دے۔ تو ساتھ ہی یہ بھی کہ وہ بہت سا مال و اسباب اپنے داماد کو دے۔ یہ طریق انبیاء کا نہیں۔ حضرت موسیٰ ایک بزرگ کے ہاں جاتے ہیں۔ جو انہیں ارشاد فرماتے ہیں۔ اِنِّیْۤ اُرِیْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَیَّ هٰتَیْنِ عَلٰۤى اَنْ تَاْجُرَنِیْ ثَمٰنِیَ حِجَجٍ فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ تجھے اپنی ایک لڑکی ان دونوں میں سے نکاح کر دوں۔ اس شرط پر کہ تو آٹھ سال میری نوکری کرے۔ اور اگر تو دس سال پورے کرے۔ تو یہ تیری برخورداری ہے اسی طرح حضرت یعقوبؑ کو بھی اپنے سسرال کی خدمت کرنی پڑی۔ اور جب اس لڑکی کی بجائے دوسری لڑکی کی خواہش کی۔ تو انہیں سنایا گیا۔ کہ اتنے سال اور خدمت کرنی ہوگی۔

(ب) پھر افسوس ہے۔ کہ لوگ مال و دولت۔ اور قومیت دیکھتے ہیں۔ یہ نہیں دیکھتے۔ کہ وہ دیندار ہے۔ یا کیسی۔ حضرت نبی کریم صلعم کا صریح ارشاد ہے۔ علیك بذات الدین تربت یداك۔ (ج) حضرت موسیٰ کے بیان میں جو یہ لکھا ہے۔ کہ قال لاهله امکثوا انی انست نارًا لعلی اٰتیکم منها بخبر او جذوة من النار لعلکم تصطلون۔ اپنے ساتھ والوں سے کہا ٹھہرو۔ میں نے آگ معلوم کی۔ وہاں سے کوئی خبر یا انگارا لاؤں۔ تاکہ تم تاپو) اس سے یہ مسئلہ استنباط ہوتا ہے۔ کہ خاوند کا فرض ہے۔ کہ وہ اپنے اہل وعیال کی ضروریات خانگی کا انتظام کرے اسی واسطے فرمایا۔ کہ الرجال قوامون علی النساء۔ قوامون کے معنی ہو دو بولکے ہیں۔ مگر بڑے افسوس کی بات ہے۔ کہ ہانڈی میں اگر نمک زیادہ ہو جائے۔ تو شور برپا کر دیتے ہیں لیکن انکے دین کا ذرا بھی فکر نہیں۔ کتنے ہیں۔ جنھوں نے گھر میں اپنی بی بی کیساتھ قرآن مجید کے تدارس کا ایک وقت مقرر کر رکھا ہے۔ کتنے ہیں۔ جنکو ہر لحظہ یہ تڑپ لگی رہتی ہے۔ کہ انکی بی بی دینداری میں پختہ ہو جائے +

التجاء دعا
مظہر حسین صاحب طالب علم اپنے دینی و دنیوی حسنات کے لیئے تمام بھائیوں سے دعا خیر بتوجہ تام کے خواستگار ہیں۔

جنازہ غائب
احباب اہلیہ شیخ محمد جان صاحب وزیر آبادی کا جنازہ غائب پڑھ دیں +

وی۔پی واپس کرنیوالے

توجہ فرماویں۔ ہمنے تین رسالوں میں نوٹس دیا۔ کہ ۱۹۱۱ء کے چندہ وصول کرنیکے لیئے
وی۔پی آتے ہیں۔ پھر ہرایک باقی دار کے نام کارڈ بھیجا۔ جس میں مفصّل حساب لکھا تہا
افسوس کہ باوجود اسقدر احتیاط کے پھر بھی ۶۰ فیصدی لوگوں نے وی۔پی واپس کرکے
کارخانہ کو اور بھی زیر بار کیا۔ کیا یہ اسبات کا جرمانہ ہے۔ کہ کیوں قیمت پیشگی وصول کرکے
رسالہ جاری نہ کیا گیا۔ سال بھر رسالہ لینے کے لیئے تو بڑی خوشی سے حاضر ہیں۔ مگر
وی۔پی کی وصولی کے وقت مکتوب الیہ مرگیا ہے۔ سفر کر گیا ہے۔ عدم پتہ یا انکاری افسوس
میں امید کرتا ہوں۔ کہ ہماری احباب دسمبر کے ختم ہونیسے پہلے اپنے اپنے ذمہ کا چندہ
جسکے بارہمیں انکو اطلاع دیجا چکی ہے۔ ادا فرما دینگے۔ اور آیندہ اس قسم کی دوستانہ شکایت کا
موقعہ نہ دینگے۔ ۲۔ "دونوں کا نفع ہے" کے عنوان سے جو تحریک چھاپی گئی تھی۔ اسکے متعلق بھی
ہماری دوست سُست پڑ گئے ہیں۔ حضرات اگر آپ اپنی قومی رسالے کو مہینہ میں دوبار دیکھنا چاہتے
ہیں۔ تو پھر ہمّت کیجیئے۔ اور پیشگی قیمت دینے والے خریدار دیجیئے۔ اور اگر آپکو اللہ نے استطاعت
دی ہے تو بجائے دو روپے سالانہ کے تین یا پانچ روپے منظور فرمایئے۔ ۳۔ ممبران انجمن تشحیذ کی
خدمتمیں کیا عرض کروں وہ خود ہی غور فرمائیں۔ انھوں نے رسالہ کی بہتری اور ترقی میں کیا
حصہ لیا ہے؟ (ب) چندہ سالانہ و چندہ ممبری ۱۹۱۰ء کا ادا کر دیا ہے؟ اگر نہیں تو پھر ہم اگر
کھول کے کہدیں تو شکایت ہوگی۔ آپ ہی غور کریں اسپر عنایت ہوگی۔

ضروری گذارش | تشحیذ کے لیئے ایک کاتب کی خدمات حاصل کی ہیں

مگر اسکے واسطے صرف دس دن کا کام ہے۔ باقی دنوں میں کام کیواسطے احباب مدد فرماویں۔ کسی نے کوئی رسالہ یا اشتہار لکھوانا ہو۔ تو پیشگی اجرت کیساتھ بھیجے
بہت ہی ارزاں اور حتی الوسع وعدہ پر لکھا دینگے۔ **مینجر** تشحیذ قادیاں۔

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی مشہور دوائیں

اصل عرق کافور

Digitized by Khilafat Library

دیکھو گرمی کا موسم آیا جہاں تہاں ہیضہ کا آنا بھی ممکن ہے اس سے بچنے کا آسان طریقہ ڈاکٹر ایس کے برمن کا اصل عرق کافور ہے یہ دوا ۳۰ برس سے تمام ہندوستان میں مشہور ہے۔ یہ عرق گرمی کے دست پیٹ کا درد اور متلی کیلئے اکسیر کا اثر رکھتی ہے ہمیشہ ایک شیشی اپنے پاس رکھو قیمت فی شیشی ۴ر محصولڈاک چار تک ۵ر

عرق پودینہ

ولایتی پودینہ کی ہری پتیوں سے یہ عرق بنا ہے اسکا رنگ پتی کے رنگ کا سا ہے اور خوشبو بھی تازی پتیوں کی سی آتی ہے یہ عرق ڈاکٹر برمن کی اصلاح سے ولایت کے نامی دوا فروش نے بنایا ہے۔ بچوں کے لئے یہ نہایت مفید دوا ہے پیٹ کا پھولنا ڈکار کا آنا پیٹ میں درد بدہضمی متلی اشتہا کم ہونا وغیرہ بیماری کی علامت جلد دور ہو جاتی ہے

قیمت فی شیشی ۸ر محصولڈاک ۵ر

جلاب کی گولیاں

رات کو دو گولی کھا کر سو جاؤ دوسرے دن صبح کو دست صاف ہوگا پیٹ میں گرمی درد وغیرہ کچھ نہیں ہوگی جب معمولی نہانے اور کھانے پینے میں کچھ رکاوٹ نہیں ہوگی ۲۰ برس سے ڈاکٹر برمن صاحب اپنے مریضوں کو دیتے چلے آتے ہیں۔ یہ گولیاں کل میں بنتی ہیں مقدار اور وزن میں گولیاں برابر ہیں۔ ہر عیالدار کو ایک ڈبیا رکھنی چاہیے

قیمت سو گولیوں کی ڈبیا ۵ر ایک سے چھ ڈبیا تک محصولڈاک ۵ر

درد سر ریاحی درد کی دوا

ریاحی درد لحظہ میں ہٹا دیتا ہے یہ دوا لحظہ میں اسکو ہٹا دیتا ہے درد ریاح جیسے ٹیس چمک ٹپک اینٹھن ہر جگہ کھنچنی سی جو کہیں چھپاتے ہو اس دوا سے فوراً آرام ہوتا ہے درد سر نصف سر ہو یا تمام سر میں کسی وجہ سے ہو فوراً دور ہو جاتا ہے اسکے علاوہ مرض خاص دواہم کو یہ دوا اپنے پاس رکھنا لازم ہے قیمت ۲۰ ٹکیوں کی ایک شیشی ۸ر محصولڈاک ایک سے ۲ ڈبیا تک ۵ر

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ